THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, the March 30th, 2023
(327th Session)
Volume IV, No.01
(Nos.01-06)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume IV SP.IV (01)/2023
No.01 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Panel of Presiding Officers 2
3. FATEHA 2
4. Questions and Answers 2
5. Introduction of [The National University of Pakistan Bill, 2023] 65
6. Consideration and Passage of [The Supreme Court (Practice and Procedure) Bill, 2023] 65
    - Senator Azam Nazeer Tarar 66
    - Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition 72
    - Senator Manzoor Ahmed 77
    - Senator Mian Raza Rabbani 79
    - Senator Syed Ali Zafar 82
    - Senator Mushtaq Ahmed 88
    - Senator Muhammad Tahir Bizinjo 92
7. Consideration and Passage of [The Lawyers Welfare and Protection Bill, 2023] 95
8. Introduction of [The Pakistan Maritime Zones Bill, 2023] 97
9. Introduction of [The Pir Roshaan Institute of Progressive Sciences and Technologies, Miranshah Bill, 2023] 98
10. Consideration and Passage of [The Inter Boards Coordination Commission Bill, 2023] 98

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Thursday, the March 30, 2023

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty four minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اَللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے، وہی نہایت مہربان، بہت رحمت والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سلامتی دینے والا، امن بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، بہت عزت والا، بے حد عظمت والا، اپنی بڑائی

بیان فرمانے والا ہے، اللہ مشرکوں کے شرک سے پاک ہے۔ وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا، وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا، اسی کے لیے (نہایت) اچھے نام ہیں ہر چیز خواہ وہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں، اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

سورۃ الحشر: (آیات نمبر22تا24)

Panel of Presiding Officers

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ السلام علیکم۔ آپ سب کو اور پوری قوم کو رمضان شریف کا بابرکت مہینہ مبارک ہو۔ Now, I take up Order No. 2 that is the nomination of Panel of Presiding Officers.

In pursuance of sub-rule (1) of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, I nominate the following members in order of precedence to form a panel of presiding officers for 327th Session of the Senate of Pakistan:

1. Senator Kauda Babar.
2. Senator Khalida Ateeb.
3. Senator Faisal Javed.

FATEHA

جناب چیئرمین: ڈیرہ اسماعیل خان میں دہشتگردی کے ایک واقعے میں بریگیڈیئر مصطفٰی کمال برکی اور لکی مروت میں جو law enforcement agencies کے اہلکار شہید ہوئے تھے، پاکستان میں جو recently زلزلہ آیا جس میں 10 یا 12 کے قریب لوگ شہید ہوئے، سابق سینیٹر ستارہ ایاز صاحبہ کی والدہ کی death ہوئی ہے، اس کے علاوہ دیگر جتنے لوگ شہید ہوئے ہیں، میری سینیٹر مولانا فیض محمد صاحب سے گزارش ہوگی کہ ان سب کے لئے دعا کریں۔

(اس دوران فاتحہ خوانی کی گئی)

Questions and Answers

جناب چیئرمین: سینیٹر مشتاق احمد، براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ پہلے Question Hour لیتے ہیں۔ اس کے بعد سب کو بولنے کا موقع دیا جائے گا۔ Leader of the

Opposition براہ مہربانی پہلے Question Hour شروع ہونے دیں۔ سینیٹر علی ظفر صاحب تشریف رکھیں۔ کاپی ابھی آپ کو دے دیں گے، کاپی ان کو provide کریں۔ جب بل پر آئیں گے تو میں اس سے پہلے آپ کو موقع دوں گا، بالکل دوں گا۔ Please Question Hour ختم ہونے دیں۔ شکریہ۔ Honourable Leader of the Opposition, my humble submission is, کہ بل سے بہت پہلے، take up سے بھی پہلے، میں بل take up نہیں کروں گا جب تک علی ظفر صاحب کو نہیں سنوں گا۔ ٹھیک ہو گیا، اب بات ختم ہو گئی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: علی ظفر صاحب، بیٹھیں، وہ کہتے ہیں کہ میں ادھر ہی ہوں، Bill take up سے پہلے ان کو ضرور موقع دوں گا۔ Question Hour, سینیٹر بہرہ مند خان تنگی۔

Q.No.24. Senator Bahramand Khan Tangi: Will the Minister for Planning, Development and Special Initiatives be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to conduct new census before the next general election in the country, if so, the time by which the same will be conducted?

Mr. Ahsan Iqbal Chaudhary: PBS has been making best efforts to conduct 7th Population & Housing Census digitally as per decision of Council of Common Interests (CCI) in its. 45th meeting held on 12-04-2021 whereby CCI directed that "the process of the next census should start as early as possible according to international best practices by using. latest technology".

The Census Monitoring Committee (CMC) was constituted by CCI for effective monitoring, coordination and policy decisions comprising of all stakeholders. The Census Monitoring Committee (CMC) in its 5th meeting held on 17th January, 2023 recommended to initiate

Census Field Enumeration/Operation for 7th Population & Housing Census from 1st March, 2023 to 1st April, 2023 and the census results will be finalized 30th April, 2023 and provided to Election Commission of Pakistan after approval of the same by CCI.

Mr. Chairman: Supplementary please.

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: جناب، یہ تو بہت اہم سوال ہے اور میرا ضمنی سوال ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی بتائیں۔

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: جناب چیئرمین، میرا وزیر صاحب سے سوال ہے، میں نے سوال کیا تھا کہ General elections سے پہلے census کا کوئی پروگرام ہے؟ اگر ہے تو اسے کب تک منعقد کیا جائے گا؟ یہ میرا سوال تھا۔

جناب چیئرمین! مجھے جواب دیا گیا ہے کہ 30 اپریل 2023 تک ساتویں مردم شماری میں census شروع کیے ہیں جو انہوں نے پانچویں اجلاس میں فیصلہ کیا تھا۔ اس میں 30 April, 2023 completion date دی گئی ہے اور اس کے بعد CCI approval کے بعد الیکشن کمیشن کو دے دیں گے۔ ابھی میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر 30 اپریل تک اس کی completion اور پھر CCI سے منظوری اور پھر الیکشن کمیشن میں، تو وہ کب دیں گے؟ آج اگر ہم الیکشن کی باتیں سنتے ہیں تو وہ الیکشن کیا 2023 کے census کے مطابق ہوں گے؟

جناب چیئرمین: تقریر نہیں، please supplementary question کریں۔

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: جناب، یہ supplementary question ہے اور یہ بڑا ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: بہرہ مند تنگی صاحب، specific رہا کریں۔

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: جناب، specific رہتا ہوں، دوسری طرف Tribal Areas میں جب 2017 میں census ہو چکے تھے تو یہاں displacement ہو چکی تھی، ہم یہاں موجود نہیں تھے تو ہماری آبادی کو کم کیا تھا۔

جناب چیئرمین: ابھی آپ کیا چاہتے ہیں، وہ پوچھیں نا، وزیر صاحب جواب دیں گے۔ اس کے لئے Calling Attention Notice move کریں۔

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: ان کی بھی reservations ہیں۔ جناب اس وقت census complete ہی نہیں ہوئے تو ہم کیسے یہ demand کرتے ہیں کہ الیکشن ہوگا۔ وزیر صاحب بتائیں کہ الیکشن اس census کے مطابق ہوگا یا 2017 کے census کے مطابق ہوگا؟

جناب چیئرمین: کون جواب دے گا؟ Honourable Minister of State for Law.

سینیٹر شہادت اعوان (وزیر مملکت برائے قانون و انصاف): جناب، میرے خیال میں آپ کو deferment کے لئے request کی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں کوئی deferment request نہیں کی ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون و انصاف): جناب، جب 2017 میں census ہوئے تو ان کے حوالے سے کافی اعتراض آئے تھے۔ یہاں جو سینیئر بیٹھے ہیں انہیں شاید یاد ہو کہ ultimately, December, 2017 میں پارلیمان میں موجود جتنی بھی پارلیمانی جماعتیں تھیں ان کا قومی اسمبلی کے پارلیمانی لیڈروں کا اجلاس ہوا جس میں پاکستان مسلم لیگ (ن) اس وقت حکومت میں تھی، پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان تحریک انصاف، جماعت اسلامی، جمعیت علمائے اسلام، متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے تھے۔

جناب، ایک معاہدہ ہوا اور اس معاہدے کے salient features، نکات میں سے یہ تھا کہ اس وقت کے 2018 کے الیکشن provisional census کے تحت ہو جائیں گے کیونکہ آئین کے آرٹیکل 51 کی منشا یہ ہے کہ عام انتخابات گزشتہ census کی، مردم شماری کی بنیاد پر ہوتے ہیں کیونکہ ہمارے ہاں قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں جو نظام رائج ہے، حلقہ بندیاں آبادی کے تناسب سے اور قومی اسمبلی کی حلقہ بندیوں کی صوبائی تقسیم بھی حلقہ بندیوں کے تناسب سے ہوتی ہے ۔ وسائل کی تقسیم بھی اسی حوالے سے ہے۔ This is the Constitution scheme جس پر ہم implement کرتے ہیں۔

اس وقت تمام جماعتوں نے consensus کے ساتھ یہ معاہدہ sign کر دیا کہ آئندہ انتخابات یعنی 2023 کے انتخابات سے پہلے مردم شماری کرائی جائے گی اور وہ مردم شماری digital ہو گی۔ اس معاہدے کے نتیجے میں، 2018 کے انتخابات کو legitimacy دینے کے لئے اور انہیں آئین کے عین مطابق رکھنے کے لیے آرٹیکل 51 میں ایک ترمیم بھی کی گئی، one time dispensation دی گئی اور اس میں یہ ترمیم کر دی گئی، I believe اچھیسویں یا چھبیسویں آئینی ترمیم تھی جس میں کہا گیا کہ 2018 کے انتخابات provisional census کی بنیاد پر ہوں گے۔

2018 کے انتخابات ہو گئے، پاکستان تحریک انصاف کی حکومت آ گئی، وہ معاہدے کا حصہ تھے، بارہا کہا گیا کہ آپ census کا اہتمام کریں، وہ آج ہوتا ہے، کل ہوتا ہے، ultimately پچھلے سال انہوں نے finally announce کیا اور موجودہ حکومت نے اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس کے لئے فنڈ موجودہ 23-2022 کے بجٹ میں 35 ارب روپے مختص کیے گئے اور یہ ملک میں جو پہلی بار digital مردم شماری اور خانہ شماری ہو رہی ہے جس کا آغاز یکم مارچ سے ہو چکا ہے اور یہ Planning and جو process as per programme Development Ministry کی ذمہ داری ہے، اس کو 30 اپریل سے پہلے پہلے پایۂ تکمیل تک پہنچنا ہے۔ تو یہ صورت حال ہے۔

جہاں تک بہرہ مند تنگی صاحب کے سوال کے دوسرے حصے کی بات ہے کہ آیا عام انتخابات مردم شماری کی موجوگی میں جب تک census notify نہ ہو جائے، ہو سکتے ہیں، یہ آئینی سوال ہے۔ یہ issue بالکل آئے گا۔ Article 58 کی منشا یہ ہے کہ قومی اسمبلی کے عام انتخابات گزشتہ مردم شماری کی بنیاد پر کیے جائیں گے۔ گزشتہ مردم شماری 2017 کے census چونکہ provisional ہوئے تھے اور اب نئے census شروع ہو گئے ہیں تو یہ سوال اس حد تک درست ہے کہ موجودہ census اگر conform ہو جاتے ہیں، ان کے رزلٹ آ جاتے ہیں تو پھر حلقہ بندیاں اور انتخابات ان ہی کے تحت ہونے چاہییں۔ بہت شکریہ جی۔

جناب چیئرمین: معزز وزیر صاحب کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔ جی وزیر صاحب۔

سینیٹر سید فیصل علی سبزواری (وزیر برائے میری ٹائم افیئرز): تاج بھائی اگر بات کرنا چاہتے ہیں تو۔۔۔

جناب چیئرمین: میں ان کو وقت دیتا ہوں۔ جی، جی۔

سینیٹر سید فیصل علی سبزواری: جناب، میں بہر حال منتخب نمائندہ ہوں، پہلے اپنے صوبے سے ہوں اور اس کے بعد وزیر بنا ہوں تو میں اس حوالے سے گفتگو کرنا چاہوں گا، احسن اقبال صاحب کے بھی گوش گزار کیا ہے۔ جو باتیں بہرہ مند تنگی صاحب نے کیں، جو تاج حیدر صاحب فرمانا چاہیں گے، جناب کیوں پاکستان میں 2017 کے بعد 2023 میں مردم شماری ہو رہی ہے۔ پہلے تو دس سال کا period ہوتا تھا، اس کے بجائے اٹھارہ انیس سال کے بعد مردم شماری ہوتی تھی۔

مردم شماری اس لئے ہو رہی ہے کیوں کہ 2017 کی مردم شماری پر سندھ، بالخصوص کراچی شہر اور دیگر صوبوں، خاص طور پر خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں دوستوں کو تحفظات تھے اس لئے اس وقت کی پارلیمان کی تمام جماعتوں نے یہ کہا کہ اس کا آڈٹ کیا جائے۔ رہائشی بلاکس کا ہی کریں آپ۔ اس کے بعد حکومت کو by the passage of time متعلقہ محکموں نے یہ کہا کہ نہیں جناب ہو نہیں ہو سکتا، time barred, whatsoever. اس لئے مردم شماری ہو رہی ہے کہ 2017 کی مردم شماری پر پاکستان کا اتفاق نہیں تھا لیکن اب پریشان کن بات جو ہمارے سامنے آ رہی ہے، خاص طور پر میں کراچی شہر سے آ رہا ہوں کہ ابھی بھی 35 ارب روپے مختص کرنے کے بعد ڈیجیٹل مردم شماری قرار دیے جانے کے بعد اگر لوگوں کے ذہنوں میں خدشات پلنے شروع ہو جائیں، Chief Census Commissioner یہ کہیں کہ رہائشی بلاکس میں صرف سات فیصد اضافہ ہوا ہے چھ سات برسوں میں اور households کی تعداد میں اتنا اضافہ ہوا ہے it means کہ وہ تو اپنے حساب سے نمبر نکال کر بیٹھے ہیں، اس طرح کی مردم شماری کو کوئی بھی نہیں مانے گا۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ان تمام خدشات کو متعلقہ محکمے Bureau of Statistics ہو، Census Commissioner ہوں، آپ نادرا کو لیں، جب ڈیجیٹل مردم شماری کا کہا جا رہا ہے یعنی پاکستان میں دس کروڑ سے زیادہ موبائل فون ہیں، جب مردم شماری کے numerators آ کر میرا data لیتے ہیں، میرا موبائل فون لیتے ہیں تو مجھے رسید بھیج دیں نا کہ

میرے گھر میں دس لوگ گنے ہیں یا آٹھ لوگ گنے ہیں۔ یہ کونسا اتنا secret document ہے کہ اس کی بنیاد پر کوئی ایٹمی بم کے کوڈ تو نہیں ہیں جو لوگوں کو share نہیں کیا جاسکتا۔ یہ share کیا جائے، مردم شماری کی بنیاد پر محض نشستوں کا نہیں، وسائل کا بھی مسئلہ ہے۔ آئین پاکستان کے تحت آپ کی نوکریوں سے لے کر فیڈرل کوٹا موجود ہے، نیشنل فنانس کمیشن کے Divisible Pool کا زیادہ حصہ آبادی کی بنیادی پر جاتا ہے۔ قومی اور صوبائی اسمبلی کی نشستیں اس بنیاد پر طے ہوتی ہیں اور اس کے باوجود ایک پرانے مخمصے سے نکلنے کے لیے نئی کاوش میں جاکر 35 ارب روپے خرچ کرکے بھی اگر یہ مردم شماری درست نہیں ہوگی، کہتے ہیں کہ forewarned is forearmed, I am warning کہ اس مردم شماری کو کوئی نہیں مانے گا، اس لیے تمام سیاسی جماعتوں کو حکومت کو equip کرنا چاہیے، اس کو politicize نہیں کرنا چاہیے بلکہ وہ طریقے بتائیں جن کی بنیاد پر ہم اس مردم شماری کو شفاف اور قابل قبول بنا سکیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: معزز سینیٹر ہدایت اللہ صاحب۔

سینیٹر ہدایت اللہ: شکریہ، جناب چیئرمین! مردم شماری کا جو مرحلہ جارہا ہے، میں اس پر حکومت کا شکر گزار ہوں مگر سابقہ فاٹا کے حوالے سے ہمیشہ سے ہماری یہ demand رہی ہے۔ اس میں کافی جگہوں پر غلطیاں ہیں۔ وزیر صاحب سے سوال ہے کہ کیا اس کے بعد denotification بھی ہوگی؟ کیونکہ آئینی ترمیم کی بھی ضرورت ہوگی 25 ویں آئینی ترمیم میں لکھا ہوا ہے کہ آپ کی سیٹیں کم کردی گئی ہیں، تو ان کو دوبارہ بحال کرنے کے لیے، جناب چیئرمین! اس پر Committee of the Whole House بلایا جائے، اس میں تمام پارٹیاں شرکت کریں، جس کو بھی اعتراض ہو، وہ یہاں پر نکلے، اس ایوان کے ذریعے نکلے تو کسی پارٹی کو اعتراض نہیں ہوگا، اگر اس ایوان کو Committee of the Whole میں تبدیل کیا جائے اور اس پر ایک comprehensive debate کی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی قائد ایوان صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد ایوان): بہت شکریہ، جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن نے مردم شماری کے حوالے سے بڑا valid issue اٹھایا ہے، on behalf of the Government I want to just give clarification, جناب چیئرمین! اگر

آپ کو یاد ہو کہ اسی طرح 2017 کی مردم شماری پر بہت زیادہ پیسا بھی خرچ ہوا، سارا کام بھی ہوالیکن there were serious reservations, مجھے یاد ہے کہ بلوچستان، سندھ اور.even from Southern Punjab اس وقت ایک exception create کی گئی چونکہ پھر 2018 کے الیکشن ممکن نہیں تھے۔ اُس مردم شماری پر اتنا خرچہ کرنے کے باوجود serious objections تھیں۔ ایک ایک گھر میں دو دو سو لوگ رجسٹر ہوئے تھے، مجھے اچھی طرح یاد ہے اس پر Council of Common Interests میں بڑی debate ہوئی اور eventually یہ فیصلہ کیا گیا کہ آئین میں ترمیم لائی جائے۔ پھر آئین میں ترمیم لائی گئی کہ آنے والے الیکشن پر یہ Article لاگو نہیں ہوگا، اس میں ایک exception create کی گئی۔ میرے معزز ساتھی کا issue بالکل relevant ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تو ہمیں revisit کرنا چاہیے۔ یہ مردم شماری 1973 کے آئین کی بنیاد پر ہے۔ آج electronic دنیا ہے، NADRA connected ہے، سب کچھ ہے، we should evolve a system whereby یہ system automatically update ہوتا جائے اور اربوں روپے جو پاکستان afford نہیں کر سکتا، کہ 35 ارب روپے کا خرچہ کرکے اس چیز کو کریں، اس کی ضرورت ہی نہیں ہونی چاہیے، this is my humble opinion. You are obviously expert to look into this, جو بھی IT اور experts ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ 1973 کے بعد مردم شماری کا کوئی اور modern technology ہو، اگر آئین میں ترمیم کی ضرورت ہے ، اگر ہم 2017 میں آئین میں ترمیم کر سکتے ہیں، proviso لا کر کہ اس الیکشن میں اب یہ Article applicable نہیں ہوگا تو پھر ہم اب بھی اس کو accordingly change کر سکتے ہیں لیکن ان کے جو بھی grievances ہوں گے، مجھے خدشہ ہے، دیکھیں ایک بات یہ بھی ہو رہی ہے، سپریم کورٹ میں الیکشن کے پورے کا پورا process چل رہا ہے تو اس کا one of the major reasons کہ اگر اب دو اسمبلیوں کے انتخابات ہوتے ہیں ،وہ تو ہوں گے پرانی مردم شماری پر، پرانی حلقہ بندیوں پر اور اگر یہ ہو جاتے ہیں، یہ ایک valid reason ہے کہ نہیں ہونے چاہییں۔ اگر یہ اب ہوتے ہیں تو دو حکومتیں بھی وہاں ہوں گی۔

دوسرا، transparent, independent, free and fair elections کے حوالے سے اٹھارھویں ترمیم کو بڑا credit دیا جاتا تھا، یہ کہ پورے ملک میں ایک ہی وقت میں انتخابات ہوں گے اور نگران حکومتیں ہوں گی۔ اب اگر خیبر پختونخوا اور پنجاب میں نئی حکومتیں آجاتی ہیں اور پھر جب اکتوبر میں انتخابات ہوتے ہیں اور اس وقت دو صوبوں میں sitting Governments ہوں گی، کیا ان کو گھر بھیج دیں گے۔ اس وقت عارضی نگران حکومتیں ہوں، آئین تو ایسی کوئی اجازت نہیں دیتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں complications ہیں۔ جو بھی ان کی grievances ہوں گی، the Government will with open heart and mind entertain and deal with it. Thank you very much.

جناب چیئرمین: سینیٹر ہدایت صاحب نے ایک بڑا اچھا مشورہ دیا ہے اور تاج صاحب بھی اس سے agree کریں گے کہ تاج صاحب بھی مجھے assist کریں۔ ہم اگلے ہفتے ایک دن اس کے لیے Committee of the Whole رکھ لیتے ہیں تاکہ سینیٹ آف پاکستان اس پر experts کو بھی بلائے، صوبوں سے بھی لوگوں کو بلائے، بیٹھ کر اس پر discussion کرتے ہیں، اس کے بعد سوچتے ہیں کہ اس پر قانون سازی یا کسی چیز کی ضرورت ہے تاکہ آگے بڑھیں۔ اگلا سوال، سینیٹر بہرہ مند خان تنگی۔

(Def.) *Question No. 25 Senator Bahramand Khan Tangi: Will the Minister for Commerce be pleased to state the details of relief / subsidy provided by the present Government to industries for increasing exports of the country during the last three years?

Syed Naveed Qamar: The Federal Governments had extended unprecedented support to export oriented sectors to reduce their cost of manufacturing and enhance exports during last three Fiscal Years. Resultantly, Pakistan exports reached historical high level of US$ 31.8 billion in FY 2021-22 having an increase of 26% as compared with FY 2020-21. Year wise exports are as follows:

Fiscal Year	Total Exports (billion)	Textile Exports (billion)
2019-20	US$ 21.4	US$ 12.5
2020-21	US$ 25.3	US$ 15.4

2021-22	US$ 31.8	US$ 19.3

Details of initiatives undertaken in last three years are as follows:

i. Clearance of ready for payment claims under duty drawback schemes (DLTL/LTLD) of textiles and non-textiles sectors as follows:
   - Rs. 89 billion from Jul-2019 to Mar-2022
   - Rs. 44.5 billion from Apr-2022 to Jun-2022

ii. Supply of electricity to five export oriented sectors covering textiles (including jute), carpets, leather, sports goods and surgical goods on regionally competitive tariff as follows:

Period	Tariff per kWh (all-inclusive)
Jul-2019 to Mar-2022	US cents 7.5 (Jul-2019 to Aug-2020) US cents 9 (Sep-2020 to Mar-2022)
Apr-2022 to Jul-2023	US cents 9 (Apr-Sep 2022, excl. July) Rs. 19.99 (Oct-2022 to Jun-2023)

iii. Supply of RLNG to five export oriented sectors on regionally competitive tariff as follows:

Period	Tariff per MMBtu (all-inclusive)
Jul-2019 to Mar-2022	US$ 6.5 (except US$9 from Dec-2021 to Mar-2022 for Captive Power Plants)
Apr-2022 to Jul-2023	US$ 9

iv. Rationalization of custom tariffs with reduction of weighted average tariff rate from 9% to 7%.

v. Continuation of duty free import of cotton to bridge the gap between domestic production and consumption of textiles and apparel industry.

vi. Continuation of Long Term Financing Facility (LTFF) by SBP at lower mark-up for import of new plants/machinery to set up new units.

vii. Continuation of Export Finance Scheme (EFS) by SBP at lower mark-up to ensure availability of working capital.

Note: Details of energy subsidy/relief and financing schemes may further be sought from Ministry of Energy

(Power Division and Petroleum Division) and SBP respectively.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: جناب چیئرمین! میرا سوال تھا کہ برآمدات بڑھانے کے لیے export industries کو کوئی relief, کوئی subsidy دی ہے۔ وزیر صاحب سے سوال ہے کہ اس سے exports پر کتنا اثر پڑا ہے؟ مجھے figures دی گئی ہیں لیکن یہ پچھلی حکومت کی ہیں۔ موجودہ حکومت کی exports بڑھانے کے لیے اور export industry کو relief دینے کے لیے کیا اقدامات ہیں اور اس سے exports پر کتنا اثر پڑا ہے؟

Mr. Chairman: Hon'ble Minister for Commerce.

جناب نوید قمر (وزیر برائے تجارت): شکریہ، جناب چیئرمین! سوال تو بالکل درست ہے لیکن بد قسمتی سے ہمارے حالات اتنے درست نہیں ہیں کیونکہ ہم آئی ایم ایف پروگرام میں جارہے ہیں ،ان کی شرائط میں یہ بھی شامل ہے کہ ہم اپنی تمام industry export oriented particularly but all industries, ان کو ہم کوئی subsidy نہ دیں، ہم دو areas میں support کررہے تھے جس کی وجہ سے پچھلے سالوں میں ہماری exports میں ایک substantial increase آیا تھا لیکن ایک تو دنیا میں recession آگیا، post Ukraine war اور پھر ہم نے regionally competitive tariff رکھنے کے لیے subsidies دیں، پورے خطے کے لیے بجلی اور گیس کی prices equalize کررہے تھے، بد قسمتی سے وہ ہمیں withdraw کرنی پڑیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم DLTL کی مد میں بھی جو subsidies دیتے تھے، وہ بھی because of budgetary constraints ہم نہیں رکھ رہے جس کی وجہ سے ایک effect ضرور آئے گا، کچھ آ بھی رہا ہے لیکن کچھ اگلے سال بھی دیکھیں گے کہ exports اس طریقے سے نہیں ہیں خاص طور پر ٹیکسٹائل وغیرہ پر اس کا effect ضرور آئے گا so the fact remains that yes, the withdrawal of subsidies will have a negative effect on that exports.

جناب چیئرمین: محترم سینیٹر محسن عزیز، ضمنی سوال پوچھیں۔

سینیٹر محسن عزیز: شکریہ، جناب چیئرمین: یہ بڑا اچھا جواب آیا ہے، اس میں اہل اور نااہل اور سچ جھوٹ، اچھے برے اور صحیح اور غلط کا تعین ہو گیا ہے۔ یہ بڑا زبردست جواب آیا ہے۔ جب حکومت آئی ایک نااہل کے مطابق 21.1 کی۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میری گزارش سن لیں، بہرہ مند، اس پر وقت ضائع نہ کریں۔ جی محسن صاحب۔

سینیٹر محسن عزیز: یہ بول لے، دل کی بھڑاس ٹھنڈی کر لے۔۔۔

جناب چیئرمین: تنگی صاحب، ایوان کا ماحول خراب نہ کریں۔ جی محسن صاحب۔

سینیٹر محسن عزیز: بات یہ ہے کہ because of incentives, because of even though IMF کا تھا، اس میں ایک بجلی پر ,incentive دوسرا RLNG connection, تیسرا,long term financing facility جو سوال کرنے والے کو ان شاء اللہ پتا بھی نہیں ہوگا۔ بات یہ ہے کہ ان facilities کی وجہ سے۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: براہ مہربانی، بہرہ مند صاحب۔ جی محسن صاحب۔

سینیٹر محسن عزیز: جناب! ان facilities کی وجہ سے ماشاء اللہ 21 exports billion سے 31.8 billion پر چلی گئیں۔ آپ یہ بتائیں کہ 2022-23 میں exports کتنی بڑھائیں گے؟

جناب چیئرمین: کتنی exports بڑھائیں گے؟ جی وزیر برائے تجارت۔

Syed Naveed Qamar: Mr. Chairman, I think I have already answered this question. If you wanted me to be candid here on the floor of the House, I have to admit that yes, it will not go up but perhaps will go down.

جناب چیئرمین: محترم سینیٹر دلاور خان، ضمنی سوال پوچھیں۔

سینیٹر دلاور خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! معزز وزیر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ IMF کی conditions ہم تکالیف سمجھتے ہیں لیکن جو raw material آتا

ہے جس کی میں صرف ایک مثال دیتا ہوں وہ بھی export based raw material, 3168 dollars کا ایک export based material آیا ہے اور اس کی surety بھی بینک کو دی گئی ہے، مہینوں سے اسلام آباد ایئر پورٹ پر cargo پڑا ہوا ہے اور 3168 dollars کے against foreign remittances جو آئیں گے وہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ ڈالر آئیں گے اور بینک release نہیں کر رہا ہے۔ وزیر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس کا کوئی سہل طریقہ یا کوئی way out نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب چیئرمین: معزز وزیر برائے تجارت۔

سید نوید قمر: شکریہ، جناب چیئرمین! بالکل، دیکھیں پہلی چیز تو یہ جو export oriented industry ہے کم از کم جہاں ہمارے پاس foreign exchange کی تنگی ہے، اس میں ان کو priority دی گئی ہے، I don't know about this particular case, if its brought to my notice we will also take it up but otherwise people have been facing problems, we have also been solving those and State Bank نے ہمیں یہ assurance دی ہے کہ جہاں پر بھی exports کا issue آئے گا کیوں کہ exports سے ڈالر آتے ہیں، صرف جانے کی بات نہیں ہے، ان کو priority پر حل کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب کو provide کر دیں، معزز سینیٹر ثمینہ ممتاز صاحبہ۔

(Def.) *Question No. 27 Senator Samina Mumtaz Zehri: Will the Minister for Commerce be pleased to state:

(a) the details of all those Pakistani products, including food items, which are being exported to china under China-Pakistan Free Trade Agreement (CPFTA) indicating the volume of each export;

(b) the details of those products out of the same on which Zero tariff duty is being granted to the exporters; and

(c) the details of other concessions granted to the exporters on the export of all such products under the CPFTA?

Syed Naveed Qamar: (a) Pakistan's exports to China under China-Pakistan Free Trade Agreement (CPFTA) in FY 2021-22 were registered to the tune of USD 2.49 Billion. Category wise details of the Pakistani products exported to China under the CPFTA are placed as Annex-I.

(b) In FY 2021-22, Pakistan's exports to China facing zero duty in the Chinese market were recorded at USD 2.42 Billion. Product wise details of exports are placed as Annex-II.

(c) As Free Trade Agreements primarily involve concessions / liberalization in tariffs, the China-Pakistan Free Trade Agreement (CPFTA) does not entail any other concession.

Annex-I

DETAILS OF PAKISTAN'S EXPORTS UNDER THE CHINA PAKISTAN FREE TRADE AGREEMENT (CPFTA)

USD Million

S No.	Sector	Pak Export to China FY-22
1	Agriculture/ food products	516
2	Manufacturing/Non-Agro	1216
3	Textile	759
	Grand Total	2491

Source: FBR

Pakistan Exports of Agricultural/ food products under CPFTA

USD Million

S No.	Products	Pak Export to China FY-22
1	Oil Seeds (sesamum)	132.0
2	Seafood	109.4
3	Fruits & Vegetable	93.0
4	Beverages	78.0
5	Waste of the food industry	62.0
6	Internal parts of animals	19.3
7	Lac and gums	18.0
8	Spices	0.7
9	Meat	-
10	Dairy	-

Source: FBR

Annex-I

Pakistan Exports of Manufacturing/Non-Agro Products under CPFTA

S No.	Products	Pak Export to China FY-22
1	Copper	827
2	Minerals	192
3	Aluminum	106
4	Leather	31
5	Surgical goods	17
6	Chemicals	13
7	Plastic	12
8	Sport goods	8
9	Cutlery	4
10	Footwear and headgear	0
11	Pharma	-
12	Rubber	-

Source: FBR

Pakistan Exports of Textile Exports under CPFTA

USD Million

S No.	Products	Pak Export to China FY-22
1	Cotton	678
2	Articles of apparel, knitted	56
3	Articles of apparel, not knitted	11
4	Home textile and worn clothing etc	10
5	Man-made staple fibres	2
6	Wool, animal hair, horsehair yarn and fabric thereof	1
7	Man-made filaments	0.6

Annex-I

8	Knitted or crocheted fabric	0.18
9	Special woven or tufted fabric, lace, tapestry etc	0.18
10	Carpets and other textile floor coverings	0.15
11	Impregnated, coated or laminated textile fabric	0.01
12	Silk	0
13	Vegetable textile fibres nes, paper yarn, woven fabric	0
14	Wadding, felt, nonwovens, yarns, twine, cordage, etc	0

Source: FBR

Annex-II

DETAILS OF PRODUCTS ON WHICH IMMMEDIATE ZERO TARIFF DUTY IS GRANTED BY CHINA

i. Agro/food products

USD Million

S No.	Products	Pak Export to China FY-22
1	Oil Seeds	131
2	Seafood	93
3	Fruits & Vegetable	93
4	Beverages	78
5	Waste of food industry	62
6	Lac and gums	18
7	Spices	0.7

Source: FBR

ii. Non-Agro/Manufacturing Sector

USD Million

S No.	Products	Pak Export to China FY-22
1	Copper	826
2	Minerals	181
3	Aluminum	106
4	Leather	31
5	Surgical goods	17
6	Chemicals	12
7	Plastic	11
8	Sport goods	8
9	Cutlery	4
10	Footwear and headgear	0

Source: FBR

Annex-II

Textile Sector:

S No.	Products	Pak Export to China FY-22
1	Cotton	678
2	Articles of apparel, knitted	56
3	Articles of apparel, not knitted	11
4	Home textiles and worn clothing etc.	10
5	Man-made staple fibres	2
6	Man-made filaments	0.6
7	Wool, animal hair, horsehair yarn and fabric thereof	0.5
8	Silk	0
9	Vegetable textile fibres nes, paper yarn, woven fabric	0
10	Wadding, felt, nonwovens, yarns, twine, cordage, etc	0
11	Carpets and other textile floor coverings	0
12	Special woven or tufted fabric, lace, tapestry etc	0
13	Impregnated, coated or laminated textile fabric	0
14	Knitted or crocheted fabric	0

Source: FBR

Mr. Chairman: Any Supplementary please?

Senator Samina Mumtaz Zehri: Sir, according to this reply Pakistan is exporting seafood worth 109.4 million dollars and fruits and vegetables worth 93 million dollars to China under FTA. My question is that how are we exporting these essential food items when we ourself at the moment after the floods, our local population is suffering from acute food insecurity?

Mr. Chairman: Honourable Minister for Commerce please.

Syed Naveed Qamar: Mr. Chairman, I would beg to differ from the honourable Senator. We are not facing food insecurity, we have got sufficient stocks almost all staple items. The items that are being exported, particularly fruits and vegetables are grown with this thing in mind that while some of it will be consumed within the country a lot of it for example Kinnu, mangos and number of other fruits and vegetables will be exported and a thrust in future is also towards agricultural exports so with your blessing and help we hope to increase this number not decrease it.

Mr. Chairman: Honourable Danesh Kumar supplementary please.

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ جناب وزیر صاحب اس سوال کا جو part ہے C the details of the other concessions granted to the exporters on the export of all such products under the CP-FTA اس کی تفصیل نہیں دی گئی۔ میں آپ سے دوسرا یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ آپ کے جواب کے مطابق ہماری exports تو 2021-22 میں 2.49 billion dollars کی تھیں، ہم نے جو چائنہ سے import کیا وہ اس دوران import کتنے کی تھی؟ آپ نے export لکھی ہے اور اسی agreement کے تحت import کتنی تھی؟

جناب چیئرمین: معزز وزیر برائے تجارت۔

Syed Naveed Qamar: Sir, the first part of the question I could clearly understand but then I think there was some disturbance.

Mr. Chairman: Order in the House please,

سینیٹر دنیش کمار مہربانی کرکے second سوال کو دوبارہ repeat کریں گے؟

Syed Naveed Qamar: Let me answer the first part. The fact is that under the Pakistan China FTA because we are getting almost zero rated or a very highly

concessional tariffs so I don't think there is a further need for more incentives to go in the same direction to the same people so that itself is enough. Yes, we need to diversify our exports to China because we still have huge deficit based on the FTA that has been signed.

جناب چیئرمین: جی سینیٹر دنیش کمار second part کیا تھا؟

سینیٹر دنیش کمار: یہ ہی پوچھنا چاہ رہا ہوں جیسے آپ نے کہا huge deficit ہے۔ میرا پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ نے لکھا ہے کہ ہماری exports USD 2.49 billion کی تھیں تو ہماری exports اسی معاہدے کے تحت کتنی تھیں؟ چائنہ سے imports کتنی تھیں؟

جناب چیئرمین: جی معزز وفاقی وزیر برائے تجارت۔

Syed Naveed Qamar: I will just take out the figure and give it to you.

Mr. Chairman: Honourable Senator Fida Muhammad Sahib supplementary please.

سینیٹر فدا محمد: شکریہ جناب چیئرمین! کیا وزیر صاحب یہ فرما سکتے ہیں کہ food agriculture export کے حوالے سے جو یہ بتا رہے ہیں، ابھی موجودہ جو ہماری یہاں پر agriculture خصوصاً food پر، اس کے لیے ان کے پاس ذراعت لیے کوئی دوائی وغیرہ یا اس طرح کی چیزوں پر ان کا کوئی وہ ہے؟

جناب چیئرمین: یعنی incentive کیا دے رہے ہیں؟

سینیٹر فدا محمد: جی۔

جناب چیئرمین: معزز وزیر برائے تجارت سینیٹر صاحب پوچھ رہے ہیں جو agriculture products and fruits etc. export کر رہے ہیں اس پر government کا incentive دینے کا کوئی plan ہے؟

سید نوید قمر: جناب چیئرمین! جیسے کہ میں نے کہا کہ diversification of exports کی بات کر رہے ہیں اس میں definitely ہم نہ صرف یہ کہ مختلف ملکوں میں اپنی agriculture products کی marketing کریں گے اور ان کو وہاں پر support بھی

کریں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارا پورا جو value chain ہے، جو food starting from the farm level going up to whatever ہے chain through وہاں پر ہم ان کو the market is in any part of the world, Sir, to answer the earlier کریں گے۔ various incentives support question in 2021 because complete figure اسی سال کا last آیا ہے وہ ہماری in the bilateral trade total 20 billion imports تھیں، میں نے جیسے کہا کہ ہمارا، between Pakistan and China بہت زیادہ lopsided ہے۔ balance

Mr. Chairman: Honourable Senator Mohsin Aziz.

(Def.) *Question No. 28 Senator Mohsin Aziz: Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state the steps being taken for overcoming the current economic crisis in the country indicating controlling the current inflation and depleting: foreign exchange reserves?

Mr. Mohammad Ishaq Dar: (a) With reference to the Senator's query, the following points are as follows:

- The SBP's Monetary Policy Committee (MPC) has raised the policy interest rate by 1,000 basis points, from 7 percent to 17 percent, since September 2021. This makes Pakistan among the emerging markets with the strongest monetary policy response to inflation and external account stress.
- The interest rate increases are complemented by other measures taken by the SBP to restrict demand-side pressures. They include administrative restrictions on imports; revisions in prudential regulations for auto and

consumer financing; linking of mark-up rate on the SBP's refinance schemes (EFS and LTFF) with the policy rate; and increase in the cash reserve requirement (CRR) for banks to 6 percent from 5 percent.

- All these are aimed at moderating the demand-side pressures on inflation and the external account. Furthermore, they are intended to also prevent high inflation expectations from becoming entrenched.
- It is worth noting that supply-side factors, including flood-related disruptions and weak price monitoring mechanisms at the local level, are also leading to higher prices of perishables and non-perishable food items. Lack of a coherent energy conservation strategy at the national level is contributing to some demand pressures on relatively inelastic energy imports. Furthermore, the current fiscal policy stance is inconsistent with the ongoing monetary tightening, moderating the contractionary impact of interest rate increases on the economy.
- With regards to the FX reserve position, the ongoing debt repayments and drying up of fresh inflows amidst global monetary tightening has created a challenging environment. However, the government has made clear its intention to complete the 9th EFF review, which would unlock direct external

financing from the IMF and also from other multilateral and bilateral creditors.

- Despite the challenging economic environment, it may be noted that the SBP continues to facilitate export-oriented sectors via its refinance schemes (which are still at a discount of 3 percent to the policy rate) and changes in foreign exchange regulations. These regulatory changes are aimed to facilitate ICT exporters by making it easier for them to pay their vendors and suppliers abroad from their own FX earnings.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر محسن عزیز: جناب چیئرمین! سپلیمنٹری یہ ہے کہ میرا یہ سوال 2022 میں آیا تھا، ابھی تین مہینے گزر گئے، انہوں نے جو جواب دیا ہے اس میں آپ دیکھیں کہ آپ کے جو monitory rates ہیں وہ 7 سے 17 کر دیے، اس کے بعد تو ابھی اور بھی بڑھ گیا ہے ابھی تو 19.5 پر چلا گیا ہے، اس کے علاوہ جو باقی چیزیں ہیں وہ آپ دیکھیں کہ میرا جو سوال ہے وہ یہی ہے کہ inflation کتنی بڑھ گئی، inflation تو اس کے بعد اور بھی بڑھ گئی ہے، ابھی inflation Pakistan کی record inflation ہو گئی ہے اسی طریقے سے پاکستان کا جو ڈالر ہے وہ high record پر چلا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر محسن عزیز: میرا سوال یہ ہے کیوں کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ ہماری undocumented economy ہے، ہم credit card پر کام نہیں کرتے، یہ جو تمام چیزیں ہیں، آپ کے جو تمام food items ہیں، آپ کے جو daily use کے items ہیں، interest rate بڑھانے سے inflation پر control نہیں ہوتا، کتاب میں یہ ضرور لکھا گیا ہے، میں کئی بار State Bank میں بھی یہ بات کر چکا ہوں لیکن نہ جانے کیوں ایک طرف تو اس کی وجہ سے industry تباہ ہو رہی ہے اور دوسری طرف سے inflation بھی control نہیں

ہو رہی۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کچھ اور out of the box solution نکالیں جس کی وجہ سے یہ inflation control ہو اور ساتھ ساتھ industry بھی چل سکے۔

جناب چیئرمین: جناب قائد ایوان صاحب، آپ response کریں گے؟ جی جناب قائد ایوان صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: Order in the House, Senator Kauda Babar, Senator Zarqa please.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ honourable colleague نے issue بالکل ٹھیک flag کیا ہے، ملک میں inflation بہت ہی high ہے لیکن I am sure یہ ماشاء اللہ بڑے well informed and well educated ہیں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر فیصل، please سنیں، جی۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں عرض کر رہا تھا کہ یہ ہمارا ایک consequential یہ inflation, reserves ساری چیزیں interlinked ہیں۔ ہماری چوبیسویں نمبر والی معیشت 2017 میں 47 ویں معیشت بن گئی پچھلے مالی سالوں 2020-2022 ان پانچ سالوں میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ اس کا ایک sentence میں جواب ہے کہ 24th economy of the world سے 47th economy of the world پر ہم پہنچ چکے ہیں۔ اس میں ہماری food inflation 2% تھی، میرے بھائی کو یاد ہوگا، یہ میرے ساتھ سینیٹ میں تھے اور general inflation 4% تھی ہمارے reserves highest تھے stock market one of the best in the South Asia تھی اور 5th best in the world تھی تو اچانک ایسا کیا ہو گیا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ مسئلہ کہاں ہے، problem یہ ہے کہ ہم نے as a nation پانچ سالوں میں اپنی , fraud policies incompetence کی وجہ سے آج ہم یہاں آ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ اب اس کے لیے there is no quick fix اب جہاں تک reserves کی بات ہے ابھی almost اس حکومت کا دورانیہ گیارہ ماہ کا ہو چکا ہے اور مجھے بطور وفاقی وزیر خزانہ اپنی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے تقریباً پانچ ماہ

ہو چکے ہیں۔ ہم نے کسی ایک international obligation کو ایک دن بلکہ ایک گھنٹے کے لیے بھی defer نہیں کیا we have been making all the payments لیکن آج جو پاکستان کا ایک image بن گیا ہے ہم نے نہ صرف sovereign commitments کو implement نہیں کیا بلکہ ہم نے اُن کو پچھلے سال جاتے جاتے reverse کر دیا تو آج پاکستان اُس کی ایک بہت بڑی cost pay کر رہا ہے۔

جناب! میں آپ کو بتاتا ہوں وہ cost کیسے ہم آج pay کر رہے ہیں۔ آج ہم جو re-payments کر رہے ہیں آپ مجھے بتائیں کہ کون سا ملک ہے جس کا external debt آپ چاہے America کی balance sheet اٹھالیں کہ fiscal year day one پر اُس کا debt, last day of fiscal year میں اُس سے کم ہے۔ پاکستان کا جو external debt, actually گیا ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟ یا تو جب آپ پرانی حکومتوں کے قرضے واپس کرتے ہیں یا پھر renewal facility ہو جاتی ہے، اس ایوان میں میرے کافی دوست businessmen ہیں اور میرے تمام colleagues understand very well تو اُس میں آپ کو کچھ بھی نہیں دینا پڑتا اور اُن کی ایک میعاد ایک سال کے عرصہ کے لیے renew ہو جاتی ہے۔ دوسرا، آپ roll over کرتے ہیں اور اپنی payments کی ادائیگیاں کر دیتے ہیں لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ کو payments, bank facility کے بعد آپ کے reserves میں دوبارہ واپس آجاتے ہیں۔ تیسری category میں کہ کوئی نئے lender سے لے کر کسی پرانے lender کو واپس کر دیتے ہیں اور آپ کا debt stock وہیں رہتا ہے تو اس طرح پاکستان کا debt stock actually it is gone down. میں 31st of December اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ کچھ اس طرح ہے کہ 5 billion dollars apart from dividends and other approximately 5 billion dollars کی جو liabilities تھیں اُس کو payment کے باوجود آپ کے commercial 5 billion تھے اُس میں سے Chinese, middle east and western banks نے واپس نہیں کیا، نا roll over ہوا نہ ہی renew ہوا۔ جب China نے اسے realise کیا and he said کہ

آپ wait کس چیز کا کر رہے ہیں۔آپ تو roll over کرتے تھے دو، تین اور چار ہفتے کے لیے تو انہوں نے جیسا کہ آپ نے news میں دیکھا ہو گا کہ China Development Bank and ICBC نے جو پاکستان نے 2 billion dollars واپس کیے تھے in principle انہوں نے دونوں facilities کو renew کیا ، اس کی وجہ سے China Development Bank کی طرف سے ہمیں پیسے واپس ملے اور اس کے ساتھ ICBC نے بھی 1.3 billion dollars جو کہ پاکستان نے واپس کیا تھا300 and 500,500 تو اس طرح 500,500 ہمیں واپس ملے اور 300 ابھی ملنے ہیں۔ دیکھیں آپ اس کو ایک holistic picture میں دیکھیں، اب ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے reserves میں اس تنگی کے باوجود پچھلے پانچ ہفتوں سے ہمیں بہتری دیکھنے کو نظر آ رہی ہے۔ لیکن جب ہمارا IMF کے ساتھ agreement close ہو گا جو کہ I can't say anything میں نے پہلے بھی اس بارے میں کہا ہے کہ all technical discussions are over and it is the 6th review پر اُس وقت 7th and 8th review کے اوپر ماضی میں میرے خیال میں ہمارے friendly countries نے جو جو commitments کی تھیں اُس پر IMF is saying کہ اُن کو پورا نہیں کیا گیا which was a support to Pakistan adding reserves of State Bank of Pakistan, through deposits in which 2 billion dollars and 1 billion dollars تو میں یہاں گزارش کروں گا کہ we are trying our best اللہ کا شکر ہے کہ پہلی مرتبہ national reserves crossed 10 billion dollars پچھلے جمعہ کو اور اللہ تعالیٰ کرے کہ اب اس میں مزید بہتری لائیں لیکن the target is کہ ہم جون تک اپنے national reserves کی مد میں 13 billion dollars کا target پورا کر لیں and I am sure, it is possible تو inflation, government monetary policy کو پوری طرح کوشش کر رہی ہے اور I am most unhappy person میں نے 5.5 % پر اس ملک کا policy rate چھوڑا تھا، ہماری حکومت نے ، PML-N کی حکومت نے 6.5% پر چھوڑا تھا آج ہم 20% پر ہیں اور my heart

کیونکہ bleeds no business run at this rate تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے opposition کے colleagues ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ لیکن اب وہ تباہی بہت آگے جا چکی ہے، آپ نے fix کیا کیا ہے؟ آپ نے 24^{th} to 47^{th} پر اور 47^{th} سے اب آپ کہاں لے کر جائیں گے ؟ کیا اب آپ اس کو % 70 پر لے کر جائیں گے خدا کا کچھ خوف کریں، آپ نے economy کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے اور ابھی آپ کیا بات کر رہے ہیں۔ Let's be honest, economy پر سیاست ہم بند کر دیں۔ میں تو 2013 سے اپنی کوشش کر رہا تھا کہ جو colleagues, National Assembly اور یہاں تھے، بھائی آؤ اور ہم سب مل کر Charter of Economy کر لیں۔ ہم آپ کو تین سال کا medium term framework بھی دیتے تھے اور 2013 کے مالی بجٹ کے ساتھ ہم نے 2013-2016 تک medium term framework دیا تھا۔ 2014 کے مالی بجٹ کے ساتھ ہم نے 2013-2017 تک medium term framework دیا اور اسی طرح ہم نے 2015 کے مالی سال میں اور ہم کیا کر سکتے ہیں؟ ہم یہی کر سکتے ہیں نا, we as a country, as a nation should try to come out and become a political میں on economy matter, it's a future of our generations. let's fix a road map, economic سمجھتا ہوں کہ آج بھی اس کی ضرورت ہے road map of Pakistan, let the nation be witness to this and lets implement it. Thank you.

Mr. Chairman: Hon'ble Senator Dilawar Khan. Any supplementary?

جواب تو نہیں ہے۔ انہوں نے question کر دیا ہے منسٹر نے جواب دے دیا، منسٹر صاحب، اس ایوان کے قائد ایوان بھی ہیں۔ ٹھیک ہے پلیز۔ شکریہ۔ ایک سوال ہو گیا ہے۔ اب سپلیمنٹری سوال پوچھا جا رہا ہے۔ آپ لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں۔ آپ بات کریں گے اگر وہ کریں گے۔ پلیز اُن کی سُن لیں وہ بھی اس ایوان کے ممبر ہیں۔ سینیٹر محسن عزیز صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جی پلیز۔ میں قائد حزب اختلاف سے یہی گزارش کر رہا ہوں کہ، آپ نے سوال کر لیا اور ایک ہی

سوال ہوتا ہے۔ سپلیمنٹری ایک ہی ہوتا ہے۔ محسن بھائی آپ تو سینیئر ہیں، آپ کو ہر چیز کا پتا ہے، پلیز۔ اچھا سینیٹر دلاور خان صاحب، سپلیمنٹری سوال کریں۔

سینیٹر دلاور خان: فاضل وزیر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جب State Bank کے حوالے سے legislation ہو رہی تھی پچھلے حکومت میں، اُس وقت کے وزیر خزانہ نے فرمایا تھا کہ State Bank کا گورنر policies بناتے وقت بالکل خود مختار نہیں ہو گا۔ ہم اُس کے لیے ایک Board تشکیل دیں گے تو آیا منسٹر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کیا اُس Board کا قیام کیا گیا۔ اگر بنا ہے تو اُس کی composition کیا ہے؟ آیا State Bank کا گورنر جو exchange rates کی مد میں مختلف policies تشکیل دیتا ہے ، KIBOR کا interest rates کیا وہ خود مختار فیصلے کرتا ہے یا پھر اُس board کی مشاورت کے ساتھ تمام فیصلے کیے جاتے ہیں۔

Mr. Chairman: Hon'ble Federal Minister for Finance and Leader of the House in the Senate please.

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: جناب again میرے hon'ble colleague نے ایک بہت اچھا سوال پوچھا ہے۔ ہم نے اپنے ہاتھوں سے State Bank law میں amendments کی ہیں اور اسی ایوان نے کی ہیں۔ میں ذاتی طور پر کئی amendments کے خلاف ہوں۔ Ministry of Finance and Secretary Finance آج بالکل aloof ہو چکی ہے you have totally given autonomy, state within state بنا دیا ہے State Bank of Pakistan کو۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: اب میں اپنے بھائی کے سوال کی جانب آتا ہوں۔ (پنجابی)۔ آپ نے State Bank of Pakistan کا آدھا law تبدیل کر دیا ہے، اس میں بہت amendments ہونے والی ہیں۔ آپ کا یہ تو wisdom تھا، میرے بھائی سُن لیں ذرا۔ I will give you a factual answer بالکل monetary policy کی independence آج totally, independent ہے اور اس میں Government of Pakistan or Secretary Finance and other

persons کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ آپ حکم کریں، آپ مجھے سوال دے دیں میں یہاں ویسے منگوالیتا ہوں اور میں آپ کو تمام board of directors کے نام مہیا کر دیتا ہوں۔ جیسا کہ law میں موجود ہے کہ کم از کم آٹھ directors کو آپ outside, appoint کر سکتے ہیں تو اُس میں ہر صوبے کا کم از کم ایک ممبر کا ہونا ضروری ہے۔ میں آپ کو اُس کی ساری list provide کر سکتا ہوں، میں پیش کر دیتا ہوں لیکن monetary policy totally اُن کے کنٹرول میں ہے اور board members اپنی مرضی سے rates کو fix کرتے ہیں اور ایسا کر رہے ہیں۔ ہم نے تمام changes اس پارلیمان کے ذریعے دو سال قبل State Bank کے law میں ترامیم کر کے خود اپنے ہاتھ کاٹ کر پیش کی تھیں تو اب گورنر اکیلا کچھ نہیں کر سکتا۔ گورنر اسٹیٹ بینک کے تین colleagues ہوتے ہیں اور دیگر جو independents ہیں، independent یعنی جو but obviously they are in minority directors ہیں انہوں نے خود فیصلہ کرنا ہے۔

Mr. Chairman: Hon'ble Senator Faisal Javed, supplementary please.

سینیٹر فیصل جاوید: جناب، آپ کا بہت بہت شکریہ۔ بات تو یہ ہے کہ آپ comparison کریں نا، اگر آج حالات بُرے ہیں اور پچھلے دس مہینوں کے اندر خاص طور پر آج جو ہماری economy تباہ ہو چکی ہے اور ہماری معیشت اچھی بھلی چل رہی تھی۔ آپ ہمارے سامنے اس کا comparison رکھیں۔

Mr. Chairman: Supplementary please.

سینیٹر فیصل جاوید: میں supplementary question ہی پوچھ رہا ہوں اور اس میں کیا ہے۔ اگر یہ ہمارے سامنے comparison رکھیں کہ ہم کہاں تھے اور اب کہاں ہیں۔ مثال کے طور پر ان کا اپنا economic survey of Pakistan آیا، جیسے ہی اُن کی حکومت آئی انہوں نے اپنا economic survey پیش کیا۔ آپ بتائیں 6% GDP growth کس کی تھی، آج 45% food inflation پر ہے، آپ بتائیں 15% پر inflation کب تھی، عمران خان کی حکومت میں۔ آپ کی best economic , despite the fact کہ COVID-19 چل رہا تھا۔

جناب چیئرمین: پلیز، پلیز۔ آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر فیصل جاوید: Industrialization ہمارے دور میں اوپر جا رہی تھی۔ آپ ہمارے سامنے comparison رکھیں۔

جناب چیئرمین: اس کے لیے، میری ایک عرض ہے۔ آپ اس پر کوئی tool لے آئیں۔ آپ calling attention یا پھر motion ایوان میں جمع کروا دیں تاکہ منسٹری اس پر properly reply دے سکے ۔

سینیٹر فیصل جاوید: ہمارے دور میں tax collections, 3800 billion سے بڑھ کر 6000 billion تک چلا گیا تھا اور یہ تمام چیزیں ہو رہی تھیں۔ کورونا کے باوجود ہو رہی تھیں۔ منسٹر صاحب، اگر نہیں ہوتا تو چھوڑ دو۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ ہم اس پر ایوان میں comparison اور ایک مفصل بحث رکھواتے ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔ وفاقی وزیر برائے فنانس اینڈ ریونیو پلیز۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ایک بہت اچھی تجویز ہے لیکن comparison ہو گا 2018 میں کیا تھا 2022 میں کیا تھا اور آج کیا ہے؟ It has to be fair, what you took over, where you took it, اُس کا میں نے ایک جملہ میں بتا دیا ہے کہ sum total of the economic management of this country is on 24th economy of the world to 47th economy of the world , that speaks all. ہاں میں تیار ہوں، جیسے آپ نے خود فرمایا میرا بھائی کوئی tool لے آئے، ہم اس پر بحث کر سکتے ہیں۔ میں آپ کو 2018 and 2022 کے facts دوں گا اور آج کے بھی facts دوں گا، let's be very transparent, میں حاضر ہوں۔ آپ اگلے ہفتے میں اس کے لیے کوئی دن مقرر کر لیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ آپ Calling Attention Notice or Motion لے آئیں، اس پر debate کرتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 29 honourable Senator Samina Mumtaz Zehri Sahiba کا ہے۔

(Def.) *Question No. 29 Senator Samina Mumtaz Zehri: Will the Minister for Science and Technology be pleased to state:

(a) whether it is a fact that in July, 2010 International Union for Conservation of Nature (IUCN), and Pakistan Council for Renewable Energy Technologies (PCRET) had collaboratively installed twelve solar energy panel systems in ten different remotely located villages of Ziarat district of Balochistan, if so; the details thereof;

(b) the names of those villages, schools or mosques, if any which had been benefited from the said project; and

(c) whether there is any proposal under consideration of the Government to launch such scheme in other parts of Balochistan also, if so its details?

Agha Hassan Baloch: (a) Yes, twelve Solar Energy panel systems were installed in selected areas of Ziarat District of Baluchistan in 2010.

(b) The list of schools and mosques at various villages of Balochistan benefited from the said project may be seen at Annex-I.

(c) Currently, there is no proposal under consideration to launch such schemes in other parts of Balochistan.

ANNEX-I

S/N	LOCATION	SCHOOL / MOSQUE	REMARKS
1.	Barra Zizri, Koshki-Zizri, Balochistan	School	EDO / IUCN June 2010
2.	Walar Kanai, Koshki-Zizri, Balochistan	Mosque	IUCN June 2010
3.	Walar Kanai, Koshki-Zizri, Balochistan	School	EDO / IUCN June 2010
4.	Goda Chashma, Koshki-Zizri, Balochistan	School	EDO / IUCN June 2010
5.	Bagh Magzi (Malikat), Ziarat, Balochistan	School	EDO / IUCN June 2010
6.	Malakan Ghbarg (Malikat), Ziarat, Balochistan	Mosque	IUCN June 2010
7.	Shaheedan (Malikat), Ziarat, Balochistan	Mosque	IUCN June 2010
8.	Shaheedan (Malikat), Ziarat, Balochistan	School	EDO / IUCN June 2010
9.	Zarr gut, Ziarat, Balochistan	School	EDO / IUCN June 2010
10.	Speen Maghzi, Ziarat, Balochistan	Mosque	IUCN June 2010
11.	Toorskhar, Ziarat, Balochistan	Mosque	IUCN June 2010
12.	Bano Bagh, Ziarat, Balochistan	Mosque	IUCN June 2010

جناب چیئرمین: بگٹی صاحب! آپ بیٹھ جائیں،آپ دیر سے آتے ہیں ۔ Any supplementary?

Senator Samina Mumtaz Zehri: Sir, according to the part 3 of the answer, there are no such proposals under consideration for other part of Balochistan. My question is that today Balochistan is deprived as always, of gas, electricity, water and food infrastructure. Sir, especially after the floods are they adding anything in the new PSDPs and current PSDP actually for Balochistan, any project is for this particular thing?.

Mr. Chairman: Honourable Minister of State for Law and Justice,

یہ Science and Technology کے بھی بڑے اچھے وزیر ہیں۔ جی جناب۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب! میری اس میں یہ گزارش ہے کہ قابل احترام سینیٹر صاحبہ نے جو کچھ پوچھا ہے، اتفاق کی بات ہے کہ یہ 2010 کے بعد devolved subject ہے اور جو system چلا تھا۔ آپ نے اپنے جواب میں دیکھ لیا ہو گا کہ تمام سکولوں اور مسجدوں میں جو بھی system install کیا گیا ہے، یہ جون 2010 میں کیا گیا ہے۔ اس کے بعد Energy and Power صوبوں میں چلے گئے، اس وقت یہ system پنجاب میں چل رہا تھا، 23 units سندھ میں لگائے گئے، خیبر پختونخوا میں 22 units لگائے گئے اور بلوچستان میں 53 units لگائے گئے۔ سکولوں میں Education Officer کی recommendation پر لگائے گئے اور ناظم صاحب کے کہنے پر مسجدوں میں لگائے گئے۔ جناب! اس کے بعد 18th Amendment آ گئی تو اس کے بعد یہ system ختم ہو گیا۔

Mr. Chairman: Honourable Senator Danesh Kumar Sahib, please supplementary question.

سینیٹر دنیش کمار: جناب! آپ کا شکریہ۔ آپ نے کہا کہ ہمارے وزیر برائے قانون Science and Technology کے بھی ماہر ہیں۔ جناب وزیر صاحب! میرا آپ سے ایک یہ سوال ہے کہ یہ 18th Amendment کے تحت subject صوبوں کو چلا گیا ہے۔ آیا جو آپ کے 2010 کے assets تھے، یہ ابھی تک functional حالت میں ہیں یا برباد ہو چکے ہیں؟

جناب! میرا دوسرا سوال ہے کہ یہاں پر EDO لکھا ہوا ہے، اس کا مطلب کیا ہے؟ IUCN مطلب International Union for Conservation of Nature ہے تو یہ EDO کیا ہے، اگر آپ Science and Technology کے ماہر ہیں تو آپ براہ مہربانی EDO کا مطلب بھی بتا دیں؟

Mr. Chairman: Honourable Minister of State for Law and Justice.

سینیٹر شہادت اعوان: جناب! یہ بڑے مشکل اور اوکھے سوالات کرتے ہیں، میں پہلے یہ بتا دوں کہ اس کا مطلب Pakistan Council for Renewable Energy Technology ہے۔ جناب! EDO کا مطلب Education District Officer ہے، اگر دنیش بھائی کو EDO کا مطلب معلوم نہیں ہے تو بڑی حیرت کی بات ہے۔ جناب! دوسری بات یہ ہے کہ system لگانے کے بعد اس کی maintenance وہاں کے locals کی ذمہ داری تھی، ان چیزوں کو حکومت نے maintain نہیں کرنا تھا۔

Mr. Chairman: Honourable Senator Dilawar Khan Sahib.

سینیٹر دلاور خان: ہم شہادت اعوان صاحب کے مشکور ہیں کہ شہادت اعوان صاحب ہر وقت موجود بھی ہوتے ہیں اور سوالات کے جوابات بھی دیتے ہیں، یہ بھی اچھی بات ہے کہ یہ Minister for Science and Technology کے behalf پر بھی جواب دیں گے۔ یہ Science and Technology devolved subject ہے، یہاں پر اس وزارت کی ضرورت ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے پچھلی حکومت میں سنا تھا کہ یہاں پر CBD oil کی پوری presentation دی گئی اور سینیٹر سید شبلی فراز صاحب اس کے وزیر تھے، پشتو میں بھنگ کہتے ہیں، انہوں نے کہا کہ اس کے لیے growing area کا تعین کریں گے۔ آیا اس بھنگ کی growing کے لئے کوئی زمین کا تعین کیا گیا یا نہیں کیا گیا؟

Mr. Chairman: Honourable Minister of State for Law and Justice.

سینیٹر شہادت اعوان: جناب! میری گزارش ہو گی، اس کے لیے particular question ڈال دیں تاکہ ان کو detailed جواب دے دیا جائے۔

جناب چیئرمین: یہ devolved Ministry یہاں پر ابھی تک کیا کر رہی ہے، اس کا جواب تو دے دیں، وہ بھی کہہ رہے ہیں۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب! انہوں نے خود اپنے سوال میں جواب دے دیا ہے تو پھر میں آپ کو کیا بتاؤں؟

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں یہ devolved Ministries یہاں پر کیا کر رہی ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ساری devolved ہیں اور یہ پھر بھی یہاں پر ہیں۔ ان پر Devolution Committee کہاں ہے؟ جناب اس پر کام کریں اور ایوان کو بتائیں، جی ٹھیک ہے۔

Mr. Chairman: Next Question No.30 is in the name of honourable Senator Mushtaq Ahmed Sahib.

(Def.) *Question No. 30 Senator Mushtaq Ahmed: Will the Minister for Commerce be pleased to state whether it is a fact that exports has decreased by 10% during the last one year, if so, reasons thereof?

Syed Naveed Qamar: During the current fiscal year, exports from Pakistan has shown a decrease by 5.7% during the period July-December 2022 as compared to the same period last year. The major reasons for this declining trend are as follows:

1. High international commodity prices and global demand contraction in Pakistan's export destinations (China, UK, and US).
2. Suboptimal production by export-oriented industries due disruption in smooth supply of inputs resulted from import rationing by SBP.
3. Export supply chain disruption caused by floods specially cotton and rice.
4. Liquidity issues of exporters due to pending sales tax refunds of exporters, discontinuation of DLTL scheme, high cost of financing due to increasing interest rates and inadequate allocation of SBP finance schemes (LTFF and EFS).
5. Disruption in provision of energy at concessionary rates to export-oriented sectors

is also causing problems for exportable production.

6. Market distortion due to Multiple Exchange Rate.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر مشتاق احمد: جناب! میں نے سوال پوچھا ہے کہ گزشتہ ایک سال کے دوران برآمدات میں10% کمی ہو چکی ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ جولائی تا دسمبر 2022 Pakistani exports میں گزشتہ سال کی نسبت 5.7% کمی ہوئی ہے۔ اس مدت کے دوران remittances میں تقریباً دو ارب ڈالر کی کمی آئی ہے۔ آپ کی exports and remittances بھی نیچے جا رہی ہیں اور آپ کی پوری economy نیچے جا رہی ہے۔ لوگ آٹے کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ جناب! میرا محترم وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ انہوں نے جو وجوہات بتائی ہیں، نمبر3 پر سیلاب ہے، نمبر 4 پر Sales Tax میں اضافہ ہے، شرح سود میں اضافہ ہے، نمبر5 پر رعایتی نرخوں پر توانائی کی فراہمی کا انقطاع ہے۔ یہ ساری وجوہات اب بھی موجود ہیں تو exports کیسے بڑھیں گی؟

Mr. Chairman: Honourable Federal Minister for Commerce.

جناب سید نوید قمر: جناب! یہ وہی سوال ہے جو سینیٹر بہرہ مند خان تنگی صاحب نے کیا تھا، میں اس لحاظ سے اس کا جواب دے چکا ہوں۔ کیونکہ اس وقت Pakistan is temporarily going through this crisis. تو ہم نے ایک طرف سے revenue بڑھانا ہے اور ایک طرف سے subsidies کم کرنی ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا affect تمام economic activities پر آتا ہے، صرف day to day inflation پر ہی نہیں ہے بلکہ on our exports also. So, what we would try to do is to keep a cap on it and we are constantly working or fighting with Dar Sahib to allow us the room in which we would be able to increase our exports.

Mr. Chairman: Senator Mushtaq Ahmed Sahib, thank you. Yes, Senator Humayun Mohmand Sahib, supplementary please.

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب! آپ کا شکریہ۔ انہوں نے اس میں جو figures بتائی تھیں اور جو ساری چیزیں ہیں ۔ آپ جب بتاتے ہیں کہ growth ہے اور honourable Minister Sahib جو Leader of the House بھی ہیں، انہوں نے بھی کہا کہ بہت بہتر جا رہے ہیں اور وقت کا comparison بھی بتایا تھا۔ میں ان کو یاد دلاتا ہوں کہ between 2013 and 2018 میں جو جو targets تھے تو انہوں نے ان سے کم ہی achieve کیا تھا۔ پچھلے دو، تین اور چار سال کی جو حکومت تھی، in-spite COVID and everything which was a international factor جس نے ساری economies کو روکا تھا۔ اس کے باوجود پی ٹی آئی کی حکومت نے ہر سیکٹر میں اچھا perform کیا۔ For example ان کا agriculture target 3. something تھا، یہ 2% کے آس پاس چلے گئے تھے۔ ان کا industry target 6. something تھا، یہ 4% کے قریب رہ گئے تھے۔ April, 2018 before the PTI's Government came in, he was declared as an absconder sir, ٹھیک ہے اور assets beyond means, ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: میرا سوال یہ ہے کہ اب انہوں نے LCs بھی بند کی ہوئی ہیں، ان کی حکومت نے جو policies بنائی ہوئی ہیں آپ نے دیکھ لیا کہ inflation کہاں تک چلی گئی ہے اور exports اتنی کم ہو گئی ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس یہاں پر جو raw material آتا ہے، وہ بھی import ہوتا ہے تو اس وجہ سے کچھ نہیں ہو رہا۔ ابھی recently ایک اور بات ہوئی ہے، میں آپ کو وہ بھی بتا دیتا ہوں۔ میں وہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ ECC میں medicine کے لحاظ سے بہت ساری new molecules ہوئی ہیں جو 52 والا ہے، وہ نہیں ہوا اور ان لوگوں نے 53 والا approve بھی کر دیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا 53 میں ان لوگوں کے کوئی ایسے اپنے بندے بیٹھے تھے، انہوں نے ان لوگوں کو out of turn

approve کر دیا ہے اور 52 کو نہیں کیا۔ اس کا سارا impact آپ کی economy پر پڑ رہا ہے۔ کیا قابل احترام وزیر صاحب براہ مہربانی ہمیں بتائیں گے ؟

Mr. Chairman: Honourable Minister for Commerce please.

Syed Naveed Qamar: I think, it is a Finance related issue.

Mr. Chairman: Yes, Leader of the House please.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: شکریہ، جناب چیئرمین! میرے خیال میں ایک ہی ضمنی سوال میں درجن بھر ضمنی سوالات پوچھے گئے ہیں، ان شاءاللہ I think I will try to touch everything. ان کا یہ کہنا کہ targets 2013 or 2017 or 2018 کے درمیان achieve نہیں ہوئے۔ میرا خیال ہے کہ آپ اسے holistically کسی بھی angle سے دیکھیں گے تو ابھی جو بات ہوئی تھی، اسی لیے میں نے 2013 کا کہا کہ let's have all the comparison here, کہ 2013 میں کہاں تھا، 2018 میں کیا تھا، 2013 کا بھی add کر لیتے ہیں بجائے اس کے کہ 2018, 2022 اور آج کا add کریں ایک اور سال add کر لیتے ہیں کہ 2013 میں کیا تھا، 2018 میں کیا تھا، 2022 میں کیا تھا اور پھر ابھی کیا ہے۔ اگلے ہفتے اس پر ساری بحث ہو سکتی ہے اس کا nutshell یہ ہے کہ 2013 میں دودھ اور شہد کی ندیاں بہہ رہی تھیں، ایسا نہیں تھا۔ Pakistan was declared micro-economic unstable country, Pakistan was predicted to default within six to seven months آپ سارا ریکارڈ اٹھائیں، یہ سارا Google پر available ہے۔ اس وقت تو کہتے تھے کہ جو بھی الیکشن جیت کر آئے گا تو this country will have to default within six to seven months. سٹیٹ بینک میں 6 billion dollars reserves تھے، اگلے چھ سے سات ماہ میں 4.6 billion dollars pay کرنے تھے اور ایک بھی نیا ڈالر نہیں آ رہا تھا کیونکہ programme lending ہی نہیں تھی۔ بات یہ ہے کہ آپ کم از کم facts پر تو بات کریں۔

اس کے علاوہ انہوں نے فرمایا کہ GDP چھ پر تھی، میں نے تو کہا کہ ہم پوری کی پوری ایمانداری کے ساتھ documented, supported by evidence 2013, 2018, 2022 اور آج کا کر لیتے ہیں، جہاں تک ان کا سوال ہے کہ 53 ہے، مجھے نہیں سمجھ آئی کہ 53 کون سی ہے۔ جو decreased تھیں وہ ECC نے approve کیں، جس میں decrease تھیں، جو increase ہیں انہیں بار بار کہا جا رہا ہے کہ اس میں آپ room پیدا کریں، میں drugs کے حوالے سے جواب دے رہا ہوں۔ ECC obviously in the interest of general public یہ ایسا نہیں ہے کہ 53 کی increase کی اجازت دے دی اور 52 کی نہیں دی، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ ساری کی ساری ٹوٹل 119 کی summary pending ہے۔ Health Ministry اور Industries کی ہم نے 24th کو ایک meeting کروائی تاکہ وہ آپس میں بیٹھ کر بات کریں، وہ کہتے تھے کہ ہمیں بھی سنیں اور ہم نے کہا کہ جو Drug Regulatory Authority ہے اس کی ذمہ داری ہے وہ سنے اور ان کا بھی جو value addition ہو وہ ان کے مشورے لے، انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اس ہفتے کے اختتام تک وہ اپنا کام کر کے دوبارہ ECC میں آئیں گے، وہ جوں ہی آئیں گے تو ہم ان شاء اللہ اپنا جواب دے دیں گے۔

میرے بھائی نے بات کی کہ میں 2018 میں absconder تھا، let me today share with this House. جو godfathers آپ کو لائے تھے، میرے اوپر پاکستان میں fiscal discipline impose کرنے کی سزا میں fake case بنایا گیا کہ میں نے پاکستان میں 20 سال from 2001 to 2020 tax returns نہیں دیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ درمیان میں بات نہ کریں، میری گزارش ہے، زرقا صاحبہ درمیان میں بات نہ کریں، میری گزارش ہے، ایوان کا ماحول خراب نہ کریں، ڈاکٹر زرقا تشریف رکھیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب میں عرض کر رہا تھا کہ بھائی آپ تو میرے ساتھی تھے، آپ کو تو کہنا چاہیے تھا۔ اتنا بڑا بکسہ تھا میں نے جس میں 20 سال کی نہیں بلکہ 34 سالوں کی tax returns بھیجیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: براہ مہربانی تشریف رکھیں، Leader of the House کھڑے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر زرقا صاحبہ اس طرح نہ کریں، اپنی turn پر بات کریں، ڈاکٹر صاحبہ، اپنی turn پر بات کریں، آپ کہاں جارہی ہیں۔ ڈاکٹر شہزاد صاحب، ڈاکٹر زرقا کو سمجھائیں براہ مہربانی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر زرقا یہ بہت غلط بات ہے۔ ڈاکٹر زرقا .please ڈاکٹر زرقا صاحبہ، براہ مہربانی اپنی line cross نہ کریں، براہ مہربانی اپنی نشست پر جائیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں آپ کے توسط سے بات کر رہا ہوں کہ میں نے 2013 کی بات کی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر زرقا، براہ مہربانی اپنی نشست پر چلی جائیں۔ اپنی نشست پر جائیں اور اپنی باری پر بات کریں۔ ڈاکٹر صاحبہ، اس طرح سے ایوان نہیں چلتا ہے۔ ڈاکٹر شہزاد صاحب براہ مہربانی اپنے ممبران کو سمجھائیں۔ اپنی نشست پر چلیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اگر میری بہن نے مجھے صحیح نہیں سمجھا، میں repeat کر رہا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سینیٹر بہرہ مند خان تنگی، تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحبہ، براہ مہربانی آپ اپنی نشست پر چلیں۔ میری گزارش ہے کہ اپنی نشست پر چلیں۔ اپنی باری پر بات کریں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں نے 2013 کا بتایا ہے۔ میری بہن نے سنا ہی نہیں۔ میں نے 2013 کا بتایا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سینیٹر بہرہ مند خان تنگی صاحب، اب آپ تو تنگ نہ کریں۔ تشریف رکھیں، بس ٹھیک ہے بات ہو گئی۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: یہ نئی tradition ہے، ہمیشہ ہوتا تھا کہ ہم ایک دوسرے کو toleranceکے ساتھ سنتے تھے، بات کرتے تھے، میں جواب دے رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر زرقا صاحبہ، آپ Chair کی بات سنیں اور تشریف رکھیں۔ براہ مہربانی اپنی باری پر بات کریں۔ میری گزارش ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر زرقا صاحبہ، براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ اس طرح تو نہیں ہوتا، Leader of the Opposition, please اپنے ارکان کو کہیں کہ تشریف رکھیں۔ جی Leader of the House, please.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب میں کہہ رہا تھا کہ میری بہن نے میرے خیال میں misunderstand کیا ہے، میں نے quote 2013 کیا ہے، I am not talking about now, *In sha-Allah* Pakistan will not default. میں بار بار کہہ رہا ہوں، ہم اور کیا کر رہے ہیں۔ آپ transcript check کر لیں، آپ recording check کر لیں، میں نے 2013 کی بات کی ہے، اس وقت وہ بات ہو رہی تھی، وہ there is no internationally اخباروں میں لکھا ہوا ہے۔ بہرحال ابھی ان شاءاللہ question of default میں کہہ چکا ہوں۔ Pakistan will manage it's responsibilities, will make every payment on time. IMF or no IMF. ہمیں اپنے ملک کو چلانا ہے اور میں پھر کہہ رہا ہوں کہ ہمیں jointly چلانا ہے۔ آپ براہ مہربانی economy پر سیاست نہ کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ہمایوں مہمند صاحب، اگر آپ مجھے وہ لکھ کر دے دیں تاکہ ہم منسٹری سے جواب لے لیں۔ جو آپ specific question پوچھ رہے تھے۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب وہ specific question تھا کہ ECC میں دو آتے ہیں، 52 پر جو مختلف drugs جاتی ہیں اور پھر 53 ایک اور تھا۔ انہوں نے 53 والا جو بعد میں ہونا تھا اسے approve کر دیا ہے اور 52 میں جو new molecules اور ساری چیزیں تھیں اسے انہوں نے approve نہیں کیا۔

جناب چیئرمین: سیکریٹری صاحب، اس پر منسٹری سے جواب لے لیں۔ وہ لے لیتے ہیں جناب۔ جی معزز سینیٹر مشتاق احمد صاحب۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Sir, who is she to dictate the House. Leader of the House,

آپ پہلے مجھے humbly بتائیں۔ میری گزارش سنیں۔ ڈاکٹر صاحب، آپ کھڑے ہو جاتے ہیں تو میں آپ کے احترام میں کہتا ہوں کہ ابھی Leader of the Opposition کھڑے ہیں، آپ بات کر لیں۔ تشریف رکھیں۔

Leader of the Opposition, please.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ، آپ dictate نہ کریں، آپ تشریف رکھیں۔ جی Leader of the Opposition.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سینیٹر بہرہ مند خان تنگی صاحب، آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی Leader of the Opposition کھڑے ہیں، براہ مہربانی تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ، براہ مہربانی تشریف رکھیں، Leader of the Opposition کھڑے ہیں، یہی تو آپ سے عرض ہے کہ آپ بات نہیں سنتی ہیں، براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ تشریف رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب چیئرمین! پہلی بات تو یہ ہے کہ اس ایوان کے تمام سینیٹرز honourable ہیں۔

جناب چیئرمین: بالکل۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: یہ کہنا کہ آپ کون ہیں اور آپ کون نہیں ہیں۔ Judiciary میں ہم کہتے ہیں کہ one among all equal. تو جناب اس ایوان میں بھی all are equals.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب، آپ بھی میری بات سن لیں، question hour چل رہا تھا، ہمایوں مہمند صاحب کے سوال کا جواب دیا جا رہا تھا، Leader of the House کھڑے ہیں، ان کی turn جب آئے گی میں انہیں باری دے دوں گا۔ جب تک باری نہیں آئے گی میں انہیں باری نہیں دے سکتا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب چیئرمین! آپ نے کہا کہ question hour چل رہا تھا اور question کا جواب تھا۔ جناب یہاں پر question کا جواب نہیں بلکہ پوری policy statement دی جا رہی ہے اور آپ یہ right بھی نہیں دیتے کہ یہاں سے کوئی respond کرے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب، میری ایک عرض سنیں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب جو بات وہاں سے کہہ دی جائے، ہم یہاں چپ کر کے سنتے رہیں، چاہے وہ ہمارے نزدیک کتنی ہی غلط کیوں نہ ہو، ایک سوال یہ ہوا، یہاں سے ایک بڑی important statement آئی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سینیٹر بہرہ مند خان تنگی صاحب، خاموش رہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: یہاں آپ بولتے نہیں ہیں جناب۔ ایک statement یہاں پر آئی، ابھی ایک سانس میں دو statements آئیں۔ ایک statement تھی کہ this country has to default, ہمارے کان پک گئے ہیں یہ بات سنتے سنتے اور یہ لوگ تلے ہوئے ہیں اس ملک کو default کرانے کے لیے، اس میں بھی ہم وضاحت نہ مانگیں؟ دوسری statement یہ دی گئی IMF or no IMF یہ لوگ IMF کو آنکھیں دکھا کر، حالت یہ ہے کہ petrol کی subsidy ایک دن بھی sustain نہیں کر سکتے۔ ایک دن جھاڑ پڑتی ہے دوسرے دن جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں. IMF or no IMF

جناب چیئرمین! IMF کے سامنے جس طرح سے انہوں نے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہیں اور یہاں excuse کچھ اور ہی دیتے ہیں، ابھی آپ کے سامنے State Bank کا excuse دیا گیا، آپ نے law pass کیا تھا، آج آپ دیکھیں گے کہ یہ کس طرح law pass کرتے ہیں اور State

Bank کا law اگر پاکستان کے مفاد میں نہیں ہے تو آپ اس کو change کیوں نہیں کرتے؟ کیا امر مانع ہے آپ کے پاس؟ آپ کے پاس majority ہے۔

Question hour میں اگر صرف question ہے تو اس کا صرف answer ہو گا لیکن اگر آپ نے policy statement دینی ہے تو پھر اس کا ان benches سے جواب آئے گا، یہ House اس طرح سے نہیں چلے گا۔

جناب چیئرمین: میری بھی عرض سن لیں جناب۔ ڈاکٹر صاحبہ، تشریف رکھیں جب Chair بات کر رہی ہے تو سن تو لیں کم از کم۔ ڈاکٹر ہمایوں مہمند نے جتنے سوال کیے ہیں منسٹر صاحب نے ان کا جواب دیا ہے۔ آپ پہلے سن لیں اگر آپ چاہتے ہیں تو میں verbatim بھیج دوں گا۔ The question hour is over. The remaining questions and their replies shall be taken as read. [1] Order No.2.

(Def.) *Question No. 31 Senator Mushtaq Ahmed: Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state the amount of loan granted by the Federal Government to various industrialists in Pakistan since June, 2018 indicating names of industrialists, criteria devised for granting these loans and mark-up rate thereon?

Senator Mohammad Ishaq Dar: The Federal Government does not provide any loan to the industrialists. The loans are granted by the commercial banks on the basis of their own criteria.

(Def.) *Question No. 76 Senator Bahramand Khan Tangi: Will the Minister for Commerce be pleased to state the detail of WTO Treaties /Conventions etc. which Pakistan is a signatory including domestic laws enacted under such Treaties?

[1] [The remaining questions and their printed replies were taken as read and are placed on the Table of the House]

Syed Naveed Qamar:

WTO Treaties / Convention / Agreement:

Pakistan was a founding member of the General Agreement on Tariff and Trade 1947. On 1st January 1995, as a result of signing the Marrakesh Agreement, Pakistan became a member of the WTO. This Agreement sets out the function of the WTO, its scope, budget, decision-making, amendments, withdrawal, accession, its relations with other agreements and other provisions.

Four annexes are integral part of the WTO Agreement. The annexes contain following categories:

i. Multilateral Agreements on Trade in Goods
   (a) General Agreement on Tariffs and Trade 1994
   (b) Agreement on Agriculture
   (c) Agreement on the Application of Sanitary and Phytosanitary Measures
   (d) Agreement on Technical Barriers to Trade
   (e) Agreement on Trade-Related Investment Measures (TRIMS)
   (f) Agreement on Implementation of Article VI of the General Agreement on Tariffs and Trade 1994 (Anti-dumping)
   (g) Agreement on Implementation of Article VII of the General Agreement on Tariffs and Trade 1994 (Customs valuation)
   (h) Agreement on Pre-shipment Inspection

(i) Agreement on Rules of Origin

(j) Agreement on Import Licensing Procedures

(k) Agreement on Subsidies and Countervailing Measures

(l) Agreement on Safeguards

(m) Agreement on Trade Facilitation

ii. General Agreement on Trade in Services

iii. Agreement on Trade-Related Aspects of Intellectual Property Rights

iv. Understanding on Rules and Procedures Governing the Settlement of Disputes

v. Trade Policy Review Mechanism

Following domestic Laws have been enacted under WTO Agreements:

Sr No.	Domestic Laws	Administered by
1.	Intellectual Property Organization of Pakistan Act, 2012 (ACT No. XXII OF 2012)	Intellectual Property Organization
2.	Patents Ordinance, 2000 (ORDINANCE NO. LXI OF 2000)	Intellectual Property Organization
3.	Registered Designs Ordinance, 2000 (ORDINANCE NO. XLV OF 2000)	Intellectual Property Organization
4.	Registered Layout-Designs of Integrated Circuits Ordinance, 2000 (Ordinance No. XLIX of 2000)	Intellectual Property Organization
5.	Copyright Ordinance, 1962 (ODINANCE No. XXXIV OF 1962) (Amended in 2000)	Intellectual Property Organization
6.	Trade Marks Ordinance, 2001 (ORDINANCE No. XIX OF 2001)	Intellectual Property Organization
7.	Geographical Indication (Registration and Protection) Act, 2020 (ACT NO. XVIII OF 2020)	Intellectual Property Organization
8.	Anti-Dumping Duties Act 2015	National Tariff Commission
9.	Countervailing Duties Ordinance, 2001	National Tariff Commission
10.	Safeguard Measures Ordinance 2002	National Tariff Commission
11.	Freedom of Transit under Article V of GATT 1994 vide Afghan Transit Trade Agreeemnt2010 and rules made there under.	Federal Board of Revenue
12.	Enforcement of Intellectual Property Rights vide S.R.O 170 (1)2017	Federal Board of Revenue
13.	Agreement on Implementation of Article VII of GATT 1994 (Customs Valuation Agreement) through introduction of section 25 of Customs Act 1969	Federal Board of Revenue
14.	Transports Internationaux Routiers (TIR) convention vide SRO 1066(I)/2017	Federal Board of Revenue
15.	WTO's Trade Facilitation Agreement through Pakistan Single Window Act 2021 and multiple amendments in Customs Act 1969	Federal Board of Revenue
16.	Authorized Economic Operator under SAFE Frame Work Agreement	Federal Board of Revenue

(Def.) *Question No. 77 Senator Prince Ahmed Umer Ahmedzai: Will the Minister for Commerce be pleased to state the number of BS-19 and above officers of Commerce Group in the Ministry and its attached departments belonging to the Province of Balochistan indicating their district of domiciles?

Syed Naveed Qamar: There are three officers of BS-19 and above in Commerce and Trade Group, who belong to the Province of Balochistan. The requisite details are as under:

Sr. No	Name of the Officer	District of Domicile
1	Mr. Muhammad Waqas Azeem Joint Secretary (BS-20)	Quetta
2	Ms. Nudrat Hussain Joint Secretary (BS-20)	Quetta
3	Mr. Abdul Salam Shah Director (BS-19)	Quetta

(Def.) *Question No. 78 Senator Prince Ahmed Umer Ahmedzai: Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state the number of BS-19 and above officers of Custom and Income Tax Groups in the Ministry and its attached departments belonging to the Province of Balochistan indicating their district of domiciles?

Senator Mohammad Ishaq Dar: There are 36 officers of Inland Revenue Service (IRS) and Pakistan Customs Service (PCS) in BS-19 and above belonging to Balochistan Province. List of such officers of IRS and PCS indicating their districts of domicile are enclosed at Annex-A & Annex-B, respectively.

LIST OF BS-19 AND ABOVE OFFICERS OF INLAND REVENUE SERVICE BELONGING TO BALOCHISTAN PROVINCE

S#	Name	Designation	BS	Distrtict Of Domicile
1	Aqeel Ahmed Siddiqui	Chief Commissioner	21	Quetta
2	Shahid Iqbal Baloch	Chief Commissioner	21	Panjgur
3	Ejaz Ahmad Bajwa	Joint Secretary	20	Sibi
4	Sahibzada Abdul Mateen	Commissioner	20	Quetta
5	Sardar Temur Khan Durrani	Commissioner	20	Quetta
6	Hammal Baloch	Commissioner	20	Turbat
7	Atif Ali	Commissioner	20	Quetta
8	Hina Akram	Commissioner	20	Quetta
9	Muhammad Azhar Ansari	Commissioner	20	Quetta
10	Abdul Malik Durrani	Commissioner	20	Quetta
11	Nazia Zeb Ali	Chief	20	Quetta
12	Kashif Manzoor Malik	Deputy Secretary	19	Quetta
13	Abdul Rehman Khilji	Commissioner	19	Quetta
14	Ajaz Hussain	Additional Commissioner	19	Quetta
15	Asad Khan Luni	Additional Commissioner	19	Sibi
16	Rehmatullah Khan Durrani	Commissioner	19	Quetta
17	Shoukat Ali	Additional Commissioner	19	Quetta
18	Abdul Rauf	Additional Commissioner	19	Loralai
19	Naseebullah	Additional Commissioner	19	Nasirabad
20	Nasir Khan	Additional Commissioner	19	Quetta
21	Bilal Ahmed	Additional Commissioner	19	Quetta
22	Muhammad Arif	Director	19	Quetta

LIST OF BS-19 AND ABOVE OFFICERS OF PAKISTAN CUSTOMS SERVICE BELONGING TO BALOCHISTAN PROVINCE

S#	Name	Designation	BS	Distrtict Of Domicile
1	Shahnaz Maqbool	Director General	21	Quetta
2	Mukarram Jah Ansari	Member	21	Quetta
3	Zahid Ali Baig	Member Technical	20	Quetta
4	Nyma Batool	Director	20	Quetta
5	Raza	Collector	20	Kech
6	Mahwish Shah	Additional Collector	19	Quetta
7	Imran Razzaq	Trade & Investment Counsellor	19	Panjgur
8	Jameel Ahmed Baloch	Trade & Investment Counsellor	19	Turbat
9	Amanullah	Additional Collector	19	Pishin
10	Nawabzada Kamran Khan Jogezai	Additional Director	19	Zhob
11	Honnak Baloch	Additional Collector	19	Turbat
12	Muhammad Shoaib Qazi	Additional Collector	19	Chagai
13	Azood-ul-Mehdi	Director (OPS)	19	Quetta
14	Sheeraz Ahmad	Additional Director	19	Quetta

(Def) *Question No. 81 Senator Mushtaq Ahmed: Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state:

(a) the number of retired officers and expert re-appointed in State Bank of Pakistan since 2018 to January 2023, indicating their education, experience, qualification and privileges with details; and

(b) the number of persons removed from jobs by the said bank since 2018 to January 2023, indicating their grades and posts with details?

Senator Mohammad Ishaq Dar: (a) Since 2018, one SBP officer has been re-appointed after retirement. Mr. Shahid Mahmud Khan, Ex-Additional Director (OG-6), was appointed on contractual basis in the capacity of Legal Advisor for a period of 1 year with the approval of the SBP Board. Mr. Khan retired from SBP on March 23, 2018 and at the time of retirement he was heading Legal Services Department and the departmental restructuring was in process. He was reappointed for the purpose of smooth transition.

(b) Since 2018, three officers have been awarded the punishment of *'compulsory retirement'* from Bank's service by the competent authority under SBP Staff Regulations after the charges leveled against them were established, upon conclusion of an impartial enquiry. Particulars of these officers may please be noted as under:-

Sr. No.	Name	Designation	Grade
1	Mr. Muhammad Arslan Iqbal	Assistant Director	OG-2
2	Mr. Saleem Lalani	Senior Joint Director	OG-5
3	Mr. Bilal Raza	Assistant	OG-2

(Def) *Question No. 82 Senator Seemee Ezdi: Will Minister for Commerce be pleased to state:

(a) whether there is any proposal under consideration to sign barter trade agreement with Russia for exchange of food commodities; if so, the details of food items on the proposed barter trade list; and

(b) the tentative time by which the said agreement will be finalized and implemented?

Syed Naveed Qamar: (a) No.

(b) Since there is no such arrangement under consideration, no timeline is available.

(Def.) *Question No. 83 Senator Saifullah Sarwar Khan Nyazee: Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state the assets declared by the officers of grade 19 to 22 presently working in Inland Revenue and Customs at the time of recruitment and the assets gained at present; indicating their assets details?

Senator Mohammad Ishaq Dar: In order to secure a policy decision, FBR solicited guidelines from Ministry of Law and Justice for sharing of Declaration of Assets & Labilities of FBR officers. Ministry of Law & Justice issued

clarification (Annex-A), whereby the Ministry barred FBR to share Declaration of Assets & Labilities of individuals furnished to FBR to any third party.

GOVERNMENT OF PAKISTAN
LAW AND JUSTICE DIVISION
******

F. No.576/2022-Law-I Islamabad, the 15th September, 2022

OFFICE MEMORANDUM

Subject: DECLARATION OF ASSETS OF THE OFFICERS OF THE FBR-CLARIFICATION REGARDING.

The undersigned is directed to refer to the Federal Board of Revenue's O.M.No.3(1)ERM-II/2015/Misc, dated 07-09-2022 on the subject and to state that the matter has been examined in light of the relevant legal instruments i.e. the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007 (ROP 2007), the Income Tax Ordinance, 2001 (ITO 2001), and Right of Access to Information Act, 2016 (RAI 2016).

2. Rule 203 of ROP 2007 provides for the functions of the Public Accounts Committee (PAC). Under sub-rule (1), PAC shall examine the accounts showing the appropriation of sums granted by the Assembly for the expenditure of Government, the annual finance accounts of the Government, the report of the Auditor-General of Pakistan and such other matter as the Minister for Finance may refer to it. Sub-rule (3), in certain circumstances, duty bounds the Committee to examine statement of accounts of state corporations, autonomous and semi-autonomous bodies etc. No where in the ROP 2007 there is any mention of scrutiny or examination by PAC of individuals' income and assets declarations

3. Section 216 of the ITO 2001 is also of great relevance to the query at hand and deals with disclosure of information by a public servant. Relevant provisions of the said section are as under:

> *"216. Disclosure of information by a public servant.- (1) All particulars contained in –*
>
> *(a) any statement made, return furnished, or accounts or documents produced under the provisions of this Ordinance;*
>
> *(b) any evidence given, or affidavit or deposition made, in the course of any proceedings under this Ordinance, other than proceedings under Part XI of Chapter X; or*
>
> *(c) any record of any assessment proceedings or any proceeding relating to the recovery of a demand shall be confidential and no public servant save as provided in this Ordinance may disclose any such particulars."*

Sub-section (3) of section 216 thereof provides for exception to the general rule in sub-section (1), wherein there is a list of authorities to whom disclosure may be made. Also, under sub-section (5) of the section ibid, *"nothing contained in sub-section (1) shall prevent the Board from publishing, with the prior approval of the Federal Government, any such particulars as are referred to in that sub-section* [Emphasis added]. Moreover,

sub-sections (6), (6A), (6B) or (6C) of section 216 also provides for exclusion to sub-section (1) in view of particular circumstances of a case. For the present query therefore, FBR may, *with the prior approval of the Federal Government*, disclose information provided in sub-section (1) of section 216 in accordance with sub-sections (5).

4. Section 6 of RAI 2016 provides for declaration of public record whereby certain record maintained by all public bodies is declared to be the public record. The same however is subject to the provisions of Section 7 which under clause (h) thereof, accords protection of record of private documents furnished to a public body either on an express or implied condition that information contained in any such documents shall not be disclosed to a third party. Under section 7(h) of RAI, 2016 and Section 216(1) of ITO 2001 when read together, there is an implied condition in section 216(1) that declaration of assets and liabilities of an individual furnished to FBR shall not be disclosed to a third party being prohibited under section 7(h) of RAI, 2016.

Shahid
(SHAHID NASEER)
Section Officer

Federal Board of Revenue,
(Mr. Masood Ahmed),
Chief (HRMC),
Islamabad.

*Question No. 3 Senator Mushtaq Ahmed: Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state:

(a) the details of the agreement made between the Government of Pakistan and IMF; and
(b) whether the above agreement will contribute towards well-being of a common man or vice versa?

Reply not received.

*Question No. 4 Senator Sajid Mir: Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state the savings made in POL expenditure of the Federal Government

during last two years after introduction of monetization policy of official vehicles?

Reply not received.

*Question No. 5 Senator Bahramand Khan Tangi: Will the Minister for Commerce be pleased to state the names of export oriented industries getting special tariffs indicating the criteria for selection of these industries?

Syed Naveed Qamar: The export oriented sectors are as follows:

i. Textile (including jute).
ii. Carpets.
iii. Leather.
iv. Sports and
v. Surgical goods.

The above five sectors are the erstwhile zero-rated sectors notified *vide* Revenue Division's SRO. 1125(I)/2011 (Annex-I), and further notified through Ministry of Commerce's Office Memorandum dated 13-12-2019 (Annex-II).

GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF FINANCE, ECONOMIC AFFAIRS,
STATISTICS AND REVENUE
(REVENUE DIVISION)

****

Islamabad, the 31st December, 2011

S.R.O.1125(I)/2011. In exercise of the powers conferred by clause (c) of section 4 read with clause (b) of sub-section (2) and sub-section (6) of section 3, clause (b) of sub-section (1) of section 8 and section 71 of the Sales Tax Act, 1990, and in supersession of its Notification No. S.R.O. 1058(I)/2011, dated the 23rd November, 2011, the Federal Government is pleased to notify the goods specified in column (2) of the Table below under the PCT heading numbers mentioned in column (3) of the said Table, including the goods or class of goods mentioned in the conditions stated in this notification, to be the goods on which sales tax shall, subject to the said conditions be charged at zero-rate or, as the case may be, at the rate of five per cent, wherever applicable, to the extent and in the manner as specified in the aforesaid conditions, namely:-

TABLE

S.No.	**Description of goods**	**PCT heading No.**
(1)	(2)	(3)
01.	Leather and articles thereof including artificial leather Footwear	41.01 to 41.15, 64.03, 64.04, 6405.1000, 6405.2000 and other respective headings
02.	Textile and articles thereof excluding monofilament, sun shading, nylon fishing net, other fishing net, rope of polyethylene and rope of nylon, tyre cord fabric	Chapter 50 to Chapter 63 and other respective headings excluding 5407.2000, 5608.1100, 5608.1900, 5608.9000.
03.	Carpets	57.01 to 57.05
04.	Maize (corn) starch	1108.1200
05.	Mucilages and thickness, whether or not modified, derived from locust beans locust bean seeds or guar seeds	1302.3210, 1302.3290, 1302.3900
06.	Sports goods	9504.2000, 9506 and other respective headings
07.	Surgical goods	Respective headings
08.	Emery powder/grains	2513.2010
09.	Magnesium oxide	2519.9010
10.	Coning oil	2710.1991
11.	Spin finish Oil	2710.1998
12.	Antimony oxide	2825.8000
13.	Sodium bromate	2829.9000

14.	Sodium sulphide and sodium hydrogen sulphide	2830.1010, 2830.1090
15.	Sodium dithionite	2831.1010
16.	Sodium sulphite and sodium hydrosulphide	2832.1010, 2832.1090
17.	Phosphinates (hypophosphites) and phosphonates (phosphates)	2835.1000
18.	Sodium dichromate	2841.3000
19.	Hydrogen per oxide	2847.0000
20.	p-Xylene	2902.4300
21.	Trichloroethylene	2903.2200
22.	Ethylene Glycol (MEG)	2905.3100
23.	Di-ethylene glycol	2909.4100
24.	Ethyl glycol	2909.4490
25.	Tri-ethylene Glycol	2909.4990
26.	Glutar aldehyde	2912.1900
27.	Formic acid	2915.1100
28.	Sodium formate	2915.1210
29.	Acetic acid	2915.2100
30.	Sodium acetate	2915.2930
31.	Acrylic acid and its salts	2916.1100
32.	Esters of Methacrylic acid	2916.1400
33.	Oxalic acid	2917.1110
34.	Pure terephthalic acid (PTA)	2917.3610
35.	Glycolic acid and their esters	2918.1800
36.	Other phosphoric esters and their salts	2919.9090
37.	Dyes intermediates	2921.0000 2922.0000 2923.0000 2924.0000 2927.0000 2933.0000 2934.0000
38.	DMF (Dimethyl Formamide)	2924.1990
39.	Acrylonitrile	2926.1000
40.	Other organic derivatives of hydrazine or of hydroxylamine	2928.0090
41.	Tanning extracts of vegetable origin; tannins and their salts, ethers, esters and other derivatives	3201.1000 3201.2000 3201.9020 3201.9090
42.	Synthetic organic tanning substances, inorganic tanning substances, tanning perpetrations, whether or not containing natural tanning substances; enzymatic preparations for pre- tanning	3202.1000 3202.9010 3202.9090

43.	Disperse dyes and preparations based thereon.	3204.1100
44.	Acid dyes and preparations based thereon	3204.1200
45.	Basic dyes and preparations based thereon	3204.1300
46.	Direct dyes and preparations based thereon	3204.1400
47.	Indigo Blue	3204.1510
48.	Vat dyes and preparations based thereon	3204.1590
49.	Reactive dyes and preparations based thereon	3204.1600
50.	Pigments and preparations based thereon	3204.1700
51.	Dyes, sulphur	3204.1910
52.	Dyes, synthetic	3204.1990
53.	Synthetic organic products of a kind used as fluorescent brightening agents.	3204.2000
54.	Other synthetic organic colouring matter	3204.9000
55.	Pigments and preparations based on titanium dioxide.	3206.1900
56.	Other colouring matter and other preparations	3206.4900
57.	Granules, flakes, powder of glass (others)	3207.4090
58.	Prepared water pigments of a kind used for finishing Leather	3210.0020
59.	Cationic surface active agents	3402.1210 3402.1220 3402.1290
60.	Non-ionic surface active agents	3402.1300
61.	Surface active preparations and cleaning preparations excluding detergents	3402.9000
62.	Preparations for the treatment of textile material, leather, fur skins or other material	3403.1110 3403.1120 3403.1990 3403.9110 3403.9190
63.	Spin finish oil	3403.9131
64.	Artificial waxes and prepared waxes	3404.9010
65.	Other artificial waxes	3404.9090
66.	Electro polishing chemicals	3824.9060
67.	Other glues (printing gum)	3505.2090
68.	Shoe adhesives	3506.9110
69.	Hot melt adhesive	3506.9110 3506.9190
70.	Enzymes	3507.9000
71.	Photographic film, with silver halide emulsion (for textile use)	3702.4300 3702.4400
72.	Sensitizing emulsions (for textile use)	3707.1000
73.	Fungicides for leather industry	3808.9220

74.	Preparation of a kind used in textile or like industry	3809.9110 3809.9190
75.	Preparation of a kind used in leather or like industries	3809.9300
76.	Compound plasticizers for rubber or plastics	3812.2000
77.	Antimony triacetate	3815.1910
78.	Palladium catalyst	3815.9000
79.	Electrolyte salt	3824.9060
80.	Polymers of vinyl acetate (in aqueous dispersion)	3905.1200
81.	Vinyl acetate copolymers: in aqueous dispersion	3905.2100
82.	Polymers of vinyl alcohol	3905.3000
83.	Other vinyl polymers	3905.9990
84.	Other acrylic polymers	3906.9030
85.	Acrylic polymers in primary forms	3906.9090
86.	Polyethylene terephthalate-Yarn grade, and its waste	3907.6010
87.	Nylon Chips (PA6)	3908.1000
88.	Polyurethanes	3909.5000
89.	Silicones in primary form	3910.0000
90.	Cellulose nitrates nonplasticised	3912.2010
91.	Other cellulose nitrates	3912.2090
92.	Carboxymethyl cellulose and its salts	3912.3100
93.	Alginic acids, its salts and esters	3913.1000
94.	Nylon tubes	3917.3910
95.	Artificial leather	3921.1300
96.	Synthetic leather grip	3926.9099
97.	Natural rubber latex	4001.1000
98.	Technical specialized natural rubber	4001.2200
99.	Rubber latex	4002.1100
100.	Synthetic rubber SBR 1502 latex	4002.1900
101.	Butadiene rubber	4002.2000
102.	Thermo-plastic rubber (T.P.R.)	4002.9900
103.	Vulcanized rubber thread and cord	4007.0010 4007.0090
104.	Leather shearing-finish leather with wool	4302.1910
105.	Articles of apparel and clothing accessories of fur skin	4303.9000
106.	Artificial fur and articles thereof	4304.0000
107.	English willow cleft (wood)	4404.1000
108.	Cork Granules	4501.9000
109.	Cork sheet	4504.1010
110.	Satin Finishing Wheels	6804.2100
111.	Carbon Fiber	6815.1000
112.	Glass fiber sleeves	7019.9010

113.	Forging of surgical and dental instruments	7326.1920
114.	Nickel rotary printing screens	7508.9010
115.	Hooks for footwear	8308.1010
116.	Eyes and eyelets for footwear	8308.1020
117.	Tubular or bifurcated rivets	8308.2000
118.	Strings	8308.9090
119.	Bladders and covers of inflatable balls	9506.9919
120.	Press-fasteners, snap fasteners and press studs	9606.1000
121.	Buttons of plastics not covered with textile material	9606.2100
122.	Buttons of base metal not covered with textile materials	9606.2200
123.	Studs	9606.2910
124.	Buttons	9606.2920
125.	Slide fasteners	9607.1100 9607.1900
126.	Wood-pulp (dissolving grade)	4702.0000 if imported by manufacturers of viscose staple fibre for use in the manufacturing of viscose staple fibre.
127.	Cotton linter	1404.2000
128.	Sequins	3926.9099

Conditions

(i) The benefit of this notification shall be available to every such person doing business in textile (including jute), carpets, leather, sports and surgical goods sectors, who is registered as:-

(a) manufacturer;

(b) importer;

(c) exporter; and

(d) wholesaler;

(ii) on import by registered manufacturers of five zero-rated sectors mentioned in condition (i) above, sales tax shall be charged at the rate of zero per cent on goods useable as industrial inputs;

(iii) the goods imported by, or supplies made to manufacturers, other than manufacturers mentioned in condition (i) above, shall be charged, sales tax at the rate of five per cent;

iv) the commercial importers, on import of goods useable as industrial inputs, shall be charged sales tax at the rate of two per cent alongwith one per cent value addition tax at the import stage, which will be accountable against their subsequent liabilities arising against supply of these goods to the zero-rated

sector at the rate of zero per cent or to non zero-rated sectors or unregistered persons at the rate of five per cent as the case may be. Tl balance amount shall be paid with the monthly sales tax return or in case of excess payment shall be carried forward to the next tax period;

(v) the import of finished goods ready for use by the general public, shall be charged to tax at the rate of five per cent and value addition tax at the rate of one per cent;

(vi) supplies of finished products of the sectors specified in condition (i) shall, if sold to the retailers (both registered and unregistered) or end consumers shall be charged to sales tax at the rate of five per cent *ad val*;

(vii) supplies of goods, usable as industrial inputs, to registered persons of five zero-rated sectors up to wholesale stage shall be charged to tax at the rate of zero per cent;

(viii) the registered persons who are solely or otherwise engaged in the retail business of these goods or products shall pay sales tax at the rate of five per cent *ad val* on their retail sales and shall be entitled to input tax adjustment. They shall not be required to pay any other sales tax leviable on their such retail transactions, however, such retailers shall be liable to pay turnover tax as prescribed under Chapter III of the Sales Tax Special Procedure Rules, 2007, and the goods supplied at the rate of five per cent shall not constitute part of turnover on which the aforesaid turnover tax is to be paid;

(ix) the registered manufacturers who process goods owned by unregistered persons shall charge sales tax at the rate of five per cent on the processing charges received by them, provided that no such tax shall be charged from the registered principals;

(x) a registered person who has consumed any other inputs acquired on payment of sales tax, whether covered under this notification or not, shall be entitled to input tax adjustment or, as the case may be, refund in respect of the supplies made by him either at the rate of zero per cent or five per cent or sixteen per cent *ad val* as the case may be;

(xi) the registered manufacturers shall be entitled to adjustment of input tax paid on machinery, parts, spares and lubricants acquired by them for their own use;

(xii) supply of electricity and gas to the registered manufacturers or exporters of five zero-rated sectors mentioned in condition (i), shall be charged sales tax at the rate of zero per cent in the manner specified by the Board;

(xiii) the benefit of this notification shall be available to such registered persons who appear on active taxpayers list (ATL) on the website of Federal Board of Revenue; and

(xiv) this notification shall apply from:

(a) ginning onwards in case of textile sector;
(b) production of PTA or MEG for synthetic sector;
(c) regular manufacturing in case of carpets and jute products;
(d) tannery in case of leather sector; and
(e) organized manufacturing in case of surgical and sports goods

2. This notification shall take effect on and from the 1st day of January, 2012.

[C.NO.1(140)C(RGST)/2011 (Pt-VI)]

(Shahid Hussain Asad)
Additional Secretary

*Question No. 6 Senator Hidayatullah Khan: Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state as to whether it is a fact that the Appellate Bench of the Security Exchange Commission of Pakistan hears appeals of firms and issues orders against the decisions of the Commission, if so, the details of companies / firms including audit firms against which convictions were made by the Bench since 2011?

Senator Mohammad Ishaq Dar: • The Appellate Bench of the Securities and Exchange Commission of Pakistan under Section 33 of the SECP Act, 1997 has the mandate to uphold or set aside, modify or remand the penalties/directions, imposed/issued by one

Commissioner or any officer of the Commission (Annex-A).

- Any decision of the whole Commission comprising two or more Commissioners or the Appellate Bench is appealable under section 34 of the SECP Act, 1997 before the High Court (Annex-B).
- In criminal matters, the jurisdiction to hold trial and convict is with Special Courts in terms of section 37 of the SECP Act, 1997. Currently, Banking Courts are designated as Special Courts within the meaning of the said section 37 by the Government of Pakistan, Ministry of Law and Justice, to try offences under the Companies Ordinance and other administered legislations of the SECP. Therefore, it is to clarify that the Appellate Bench has no authority, under any assigned law, to pass conviction orders and it is domain of the courts especially authorized in this behalf (Annex-C).
- Since 2011, the Bench has passed 818 orders against or in favor of companies, directors of companies, management of companies and statutory auditors of companies, whereby, imposition of penalties/directions were either upheld, set aside, modified or remanded. A list containing details of 818 appeals decided by the Bench since 2011 is at Annex-D.

(Annexures have been placed in the Library and on Table of the mover/concerned member)

(مداخلت)

Mr. Chairman: Order No.3. Honourable Federal Minister Khawaja Muhammad Asif, please move Order No.3.

Introduction of [The National University of Pakistan Bill, 2023]

Khawaja Muhammad Asif (Federal Minister for Defence): I beg to introduce a Bill to establish the National University of Pakistan [The National University of Pakistan Bill, 2023].

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میں آپ کو وقت دیتا ہوں آپ مجھے معاف کر دیں۔ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب، آپ Order move کریں.

Khawaja Muhammad Asif: I beg to introduce a Bill to establish the National University of Pakistan [The National University of Pakistan Bill, 2023].

Mr. Chairman: The Bill is referred to the Standing Committee concerned and Chairman Standing Committee please bring it back in House within two days. Order No. 4. Senator Azam Nazeer Tarar.

علی ظفر صاحب کدھر ہیں؟ آ رہے ہیں ٹھیک ہے ہم ان کو وقت دیں گے۔ Honourable Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law, please move Order No.4.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جناب تشریف رکھیں آپ کو وقت دوں گا۔

Consideration and Passage of [The Supreme Court (Practice and Procedure) Bill, 2023]

Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law and Justice): I, beg to move, that the Bill to provide for certain practices and procedures of the Supreme Court [The Supreme Court (Practice and Procedure) Bill, 2023], as

passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed?

(مداخلت)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ ایک ایک کرکے بات کریں۔ Leader of the House کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔ یہ Bill کے بارے میں تھوڑا بتادیں تو اس کے بعد آپ لوگ بات کریں۔ جی بتائیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: Pakistan Bar Council کے نو منتخب سربراہ ہارون رشید صاحب، Chairman Executive Committee PBC Hassan Raza Pasha, and Punjab Bar Council کے عمران بیبلا صاحب، میری left side پر تشریف رکھتے ہیں۔ Welcome to the House. Honourable Federal Minster for Law.

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں اپنے معزز Opposition members سے گزارش کروں گا کہ آپ کے desk پر صبح 10:30 سے یہ agenda موجود ہے، یہ agenda کل upload ہو گیا تھا۔ میں نے 04:30 p.m. وہاں سے transmit کروایا اور Senate Secretariat نے کل شام کو Orders of the Day کے serial No. 4. پر اس کو رکھا، آپ صرف پڑھنے کی زحمت کر لیا کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی بتائیں Bill میں کیا ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! آئین کے Article 191 کے تابع پارلیمان کا یہ اختیار ہے کہ وہ قانون سازی کر سکتی ہے، جو قانون سازی regulate کرتی ہے آئین کے ساتھ ساتھ اس قانون کے ذریعے Supreme Court کے Rules of Procedure کے حوالے سے۔ Supreme Court نے Article 191 کے under اس preamble

subject to Constitution and Law. The کے ساتھ rules frame کیے کہ Rules اور وہ these rules س Supreme Court of Pakistan frame 1980 میں promulgate کیے گئے۔

جناب چیئرمین! وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ naturally جب ادارے چلانے ہوتے ہیں تو آپ کو مختلف ادوار سے گزرنا ہوتا ہے، مختلف رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ قانون کبھی بھی جم کر کھڑا نہیں ہوتا، قوانین میں changes کی گنجائش رکھنی پڑتی ہے تاکہ وہ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق جو عوام کی ضروریات ہیں ان کے مطابق قانون function کر سکے۔ گزشتہ دو دہائیوں سے ہم نے Supreme Court of Pakistan میں خاص طور پر ایک نیا trend دیکھا کہ Court کو اجتماعی سوچ سے چلانے کی بجائے عدالت فرد واحد پر dependent ہو گئی۔ Chief Justice ایسے بھی آئے جنہوں نے Supreme Court کی original jurisdiction کو اس طرح سے استعمال کیا کہ پورے پاکستان کے مختلف گوشوں سے، stakeholders کے حوالے سے چاہے وہ Bar Councils ہیں، Bar Associations ہیں، پارلیمان ہے، civil society ہے، کاروباری طبقہ ہے، سرکاری ملازمین ہیں۔ آوازیں اٹھائی گئیں کہ آئین میں جو ایک ترتیب دی گئی ہے trichotomy of power کی۔۔۔

جناب چیئرمین: Order in the House please پہلے سن لیں پھر آپ نے اس پر بحث بھی کرنی ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: قانون سازی کا کام مقنّنہ کا ہے جو عدالتی امور ہیں وہ adjudicator عدلیہ دے گی اور ملک کو چلانے کے لیے جو انتظامی مشینری ہے وہ Executive کے تابع ہو گی۔ آئین یہ بھی کہتا ہے کہ آپ ایک دوسرے کی حدود میں غیر ضروری مداخلت نہ کریں۔ تاریخ گواہ ہے کہ پچھلے پندرہ یا بیس سالوں کو ایک نظر سے دیکھ لیں، ہم نے وہ ادوار بھی دیکھے جب آئین کے Article 184 (3) کا بے دریغ استعمال ہوا، بات بات پر Executive کو کٹہرے میں کھڑا کیا گیا۔ ایسے ایسے cases میں *suo motu* notices لیے گئے کہ لوگوں نے دانتوں تلے انگلیاں دبالیں کہ کیا یہ آئینی اختیار ہی استعمال ہو رہا ہے۔ گلیوں کی

صفائیوں سے لے کر ہسپتالوں کی bed sheets تک، جیلوں میں پکنے والے کھانوں سے لے کر سکولوں میں دریس کے لیے جانے والے بچوں کے uniform اور اساتذہ کی تعیناتیوں تک یہ تمام معاملات اور ان کے علاوہ کچھ ایسی کہانیاں بھی ہیں جو میں وقت کی کمی کی وجہ سے بیان نہیں کروں گا۔ اربوں روپوں کی لاگت سے تعمیر ہونے والا ایک ہسپتال جو کہ جگر، گردے اور معدے کے امراض کے لیے پنجاب میں قائم کیا گیا, PKLI اس لیے کہ ہمارے مریضوں کو چائنہ اور بھارت نہ جانا پڑے وہ بھی ایک Chief Justice صاحب کی ذاتی انا کی بھینٹ چڑھا اور وہ آج بھی اس position میں نہیں آسکا جس position میں اسے 16-2015 میں کھڑا ہونا چاہیے تھا۔

پاکستان کی Bar bodies نے یہ مطالبہ کیا اور یہ آوازیں اس ایوان سے بھی اٹھیں ایک سے زائد دفعہ کہ آئین کے Article 106 کی جو jurisdiction ہے اس کو structure کیا جائے اور اس میں اجتماعی سوچ نظر آنی چاہیے نہ کہ وہ کسی فرد واحد کا اختیار ہو کہ وہ کب *suo motu* notice لے یا کون سا کیس Article 184 (3) کے دائرہ کار میں آتا ہے اور کونسا نہیں آتا۔ یہ بات ان ایوانوں سے، بار کونسلوں اور Bar Associations سے نکل کر عدل کے ایوانوں میں بھی گئی اور وہاں سے بھی dissent اس وقت پر بھی ہوئی اور اس کے بعد بھی ہوئی۔ *Suo motu* کے بے دریغ استعمال میں اربوں ڈالرز کے نقصانات بھی اس ریاست نے اٹھائے۔ پچھلے دنوں میں Reko Diq جو cases settle کیے گئے وہ بھی اس کی ایک مثال ہے۔ اسٹیل ملز کی privatization کا جو معاملہ ہوا تھا وہ بھی اس کی ایک مثال ہے۔ اس کے علاوہ درجنوں مثالیں اور بھی ہیں۔ جناب چیئرمین! آج جو ماحول اس ملک میں بنا ہے۔ یہ بات ایک مرتبہ پھر اٹھائی گئی۔ اس مدعا کو لے کر Bar Councils and Associations اٹھیں اور اب عدل کے ایوانوں سے بھی آواز آئی۔ گزشتہ اجلاسوں میں اس ایوان میں بھی یہ مدعا اٹھایا گیا کہ قانون سازی کا اگر آپ کو اختیار ہے تو آپ یہ معاملہ حل کرنے کے لیے قانون سازی کیوں نہیں کرتے۔ وزارت قانون و انصاف اس پر stakeholders کے ساتھ کافی عرصہ سے مشاورت سے کام کر رہی تھی اور اب قومی اسمبلی میں جو بل متعارف کروایا گیا، وہاں پر Standing Committee نے اس پر کوئی دو گھنٹے تک discuss بھی کیا۔ ساری آراء آنے کے بعد اس میں two amendments بھی دی گئیں اور کل قومی اسمبلی نے وہ بل پاس بھی کیا ہے جس کے

salient features یہ ہیں۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا معزز ایوان میں بہت اچھے اور قابل لوگ ہیں تاکہ وہ اس پر بات کر سکیں۔

جناب چیئرمین! پہلی بات یہ ہے کہ constitution of benches ہیں، سپریم کورٹ کے اندر سے یہ آواز آئی کہ یہ فرد واحد کا اختیار نہیں ہونا چاہیے۔ اس کی وجہ سے بہت زیادہ اعتراضات اٹھے۔ ایک کمیٹی تجویز کی گئی ہے۔ جناب چیئرمین! ابھی Leader of the Opposition نے بات کی کہ سپریم کورٹ کے جو 17 ججز ہیں وہ سب برابر ہیں۔ چیف جسٹس بھی دوسرے جج صاحبان کے برابر ہیں۔ میرے خیال میں ادارے کو چلانے کے لیے اجتماعی سوچ ہی بنیاد رکھتی ہے اور وہ اجتماعی سوچ ہی اداروں کو آگے لے کر چلتی ہے۔ اگر آپ اداروں کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو پھر شخصیت کو مضبوط کرنے کی بجائے نظام کو مضبوط کریں تاکہ ادارہ deliver کر سکے۔ قومی اسمبلی میں بحث و مباحثے کے بعد یہ بل پاس ہوا۔ جس میں Section-2 کے تحت جو constitution of benches ہیں اور مقدمات کی جو allocation ہے اس کا اختیار تین جج صاحبان استعمال کریں گے۔ چیف جسٹس صاحب، seniority میں نمبر دو اور اس سے اگلے تیسرے نمبر کے senior judge صاحب اس کمیٹی میں شامل ہوں گے۔ یہ کمیٹی cases and benches کی تشکیل اور allocation کا فریضہ سرانجام دے گی۔ جناب چیئرمین! اس کی وجہ سے ہم نے ماضی میں جو تلخ تجربات کیے ہیں کہ بیسیوں مقدمات کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ یہ مقدمہ آج لگنا ہے یا کل لگنا ہے، یہ public importance کا ہے یا نہیں اور کیا یہ Article 184 (3) کے ambit میں آتا ہے؟ جناب چیئرمین! یہ معاملات حل ہو جائیں گے اور پھر آپ نے یہ بھی دیکھا کہ بہت سالوں سے یہ مطالبات رہے ہیں کہ بہت اہم قومی مقدمات کو ایک ایسے bench کے سامنے رکھا جس میں تین یا پانچ جج صاحبان تھے اور مطالبہ آیا کہ اس کو Full Court examine کرلے۔ Full Court بھی rules بنا سکتی ہے لیکن طرفہ تماشا یا شومئی قسمت کہیں کہ آخری full court meeting 2019 میں ہوئی۔ لوگوں کو انصاف فراہم کرنے والے اس ادارے میں جس کو رول ماڈل ہونا چاہیے وہاں پر بھی مشاورت نہیں ہے۔ وہاں پر بھی consensus نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! اس میں دوسری چیز جو شامل کی گئی ہے وہ exercise of regional jurisdiction by the Supreme Court ہے اس میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ جب Article 184 (3) کے تحت original jurisdiction میں کوئی petition دائر کی جائے یا سپریم کورٹ کوئی suo motu لینا چاہتی ہے تو وہی تین senior most judges کی کمیٹی اس کو examine کرے اور وہ bench بھی تشکیل کرے جو کم از کم تین ججوں پر مشتمل ہوگا اور وہ تینوں جج صاحبان اس bench کا حصہ ہو سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ جہاں پر آئین کی تشریح درکار ہو تو کم از کم پانچ معزز جج صاحبان کا bench ہوگا۔ جناب چیئرمین! Article 10 (A) 18th Amendment کے ذریعے introduce کروایا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس وقت کے پارلیمان کے حوالے سے سنہرے حروف میں لکھا جائے گا۔ Article 10 (A) right of fair trial کو Fair trial also include proceeding at the ensure کرتا ہے ۔ appellate level. ہمارا دین اسلام بھی جس کے بارے میں سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ نے judgment بھی دی کہ دین بھی اور شریعت بھی یہ کہتی ہے کہ آپ کے خلاف ایک فیصلہ ہو تو آپ کو اپیل کا حق ہونا چاہیے۔ جناب چیئرمین! (3) 184 Article کے تابع سپریم کورٹ آخری عدالت ہے جو مقدمہ نہ سول کورٹ، ضلعی عدالت اور نہ عدالت عالیہ میں جاتا ہے۔ دو فریقین کے درمیان وہ تصفیہ طلب ہے تو اس کو public importance میں لا کر ہم نے دیکھا۔ سینیٹر رضا ربانی صاحب تشریف رکھتے ہیں وہ اس بات کی تائید کریں گے کہ لوگوں کے even personal rights اور ان کی جائیدادوں کا آپ نے کراچی میں دیکھا کہ یہ ٹاور گرا دو اور اسلام آباد میں آپ نے دیکھا کہ یہ دو ٹاور بڑے قیمتی ہیں یہ نہیں گرانے ہیں۔ جناب چیئرمین! انصاف کا معیار تو یہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ تو Article 25 نہیں کہتا۔ یہ ناانصافیاں ختم کرنے کے لیے دیرینہ مطالبہ تھا۔ ہمارے بار کے دوست بھی آکر تشریف رکھتے ہیں۔ اس کی سنجیدگی کا آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ پاکستان میں بار کے جو اڑھائی لاکھ وکلا کے نمائندے ہیں کہ ان کا بھی interest ہے اور پچھلے دس سالوں سے یہ شور مچا رہے ہیں بلکہ across the board جہاں پر ہم اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی یہ divide ہے اور سیاست ہے۔ میرے جو وکلا دوست ہیں اور اس وقت

اس ایوان میں تشریف رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں وہاں پر بھی ہے لیکن ان ترامیم کو دونوں طرف سے پزیرائی ملی ہے۔ جب یہ قومی اسمبلی میں پیش کی گئی۔Right of Appeal دیا گیا ہے۔ Right of Appeal میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ وہی کمیٹی پھر bench constitute کرے گی جو کہ larger ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اگر تین جج صاحبان کا فیصلہ ہے تو اس سے بڑے بینچ میں جائے گا۔ ایک one time dispensation دی گئی ہے کہ اگر کوئی live issues ہیں تو ان کو پارلیمان نے یہ right دیا ہے کہ 30 یوم کے اندر اپیل دائر کر سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین! Right to appoint counsel of choice Article-4 of the Constitution جو due processes کی بات کرتا ہے۔ Article 10 (A) fair trial کو ensure اور گرانٹی کرتا ہے۔ Article 25 آپ کو indiscriminate رویوں سے بچاتا ہے۔ جناب چیئرمین! ان ساروں کو اگر پڑھیں تو آئین میں جو گارنٹی ہے کہ وکیل مقرر کرنا بھی آپ کا حق ہے۔ آئین کے Article 188 کے تحت review provide کیا گیا ہے جو کہ نظرثانی کی اپیل ہے۔ نظرثانی کی اپیل میں سپریم کورٹ کے Rules کے ذریعے یہ قدغن ڈال دی گئی کہ جس وکیل نے آپ کا main case کیا ہے وہی وکیل صاحب آپ کا review بھی دائر کریں گے اور وہی بحث کریں گے۔ عام آدمی جو آکر ہمیں سمجھاتے ہیں اور ہم سے شکوہ کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دیکھیں کتنی عجب بات ہے اور یہ کیسی anomaly ہے کہ اگر ایک طبیب نے علاج کرتے ہوئے میرا ایک ہاتھ کاٹ دیا ہے تو بازو کا علاج بھی میں اسی سے کراؤں۔ دوسرے ہاتھ میں تکلیف ہو تو پھر وہیں جاؤں۔ یہ choice ہونی چاہیے۔ یہ بڑا دیرینہ مطالبہ تھا اس کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! ایک اور بہت بڑا مسئلہ، ہائی کورٹس اور ماتحت عدالتوں میں آپ جب مقدمہ دائر کرتے ہیں تو آپ اس کے ساتھ عبوری حکم کی یا urgent hearing کی ایک application لگاتے ہیں۔ تو وہ مقدمہ اسی روز یا اس سے اگلے روز fix کر دیا جاتا ہے۔ سپریم کورٹ کے rules کچھ ایسا provide نہیں کرتے اور یہ خلا موجود تھا۔ بار بار یہ مطالبہ کیا گیا کہ اس کو structure کر دیں۔ اس کو دو دن یا چار دن یا ایک مہینہ کوئی معیاد تو بتا دیں۔

جناب چیئرمین! لوگوں کے ایسے cases آتے ہیں جن میں بے دخلیاں ہوتی ہیں، عمارتوں کی مسماریاں ہوتی ہیں یا کوئی راستے نکلتے ہیں، آپ کے personal rights

involve ہوتے ہیں، pre-arrest bails ہوتی ہیں۔ کچھ چیف جسٹس صاحبان آئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ چار دن یا ایک ہفتے میں fix کر دیا کریں۔ میرے اس ایوان میں دوست تشریف رکھتے ہیں انہوں نے مجھے کہا کہ ہمارا urgent matter ہے اور 8 ماہ سے سپریم کورٹ میں پڑا ہے اور fix نہیں ہو رہا ہے۔ Bar Associations کے ہر سال جب نئے الیکشن ہوتے ہیں تو ان کا پہلا مطالبہ چیف جسٹس سے یہ ہوتا ہے کہ چیف جسٹس صاحب خدارا! جو urgent nature کے cases ہیں ان کی fixation کا کچھ کر دیں۔ وہ بات ادہر سے آئی اور ادہر سے چلی گئی۔ ہم قانون کے تحت انہیں پابند کر رہے ہیں کہ جو applications for fixation of urgent matter ہیں یہ 14 روز سے آگے نہیں جائیں گے۔ انہیں دو ہفتوں کے اندر اندر آپ نے fix کرنا ہے. and the law shall have override effects.

جناب چیئرمین! یہ اس کے اغراض و مقاصد تھے۔ نیک نیتی کے ساتھ عوام کے بھلے کے لیے، 22 کروڑ لوگوں کے فائدے کے لیے اور پاکستان کی عدلیہ کے سب سے بڑے ادارے میں شخصی اجارہ داری کی بجائے اجتماعی سوچ کو مضبوط اور فروغ دینے کے لیے یہ بل پیش کیا گیا ہے۔ میری استدعا ہو گی کہ اس کو positive sense کے ساتھ لیا جائے اور اس کو آج پاس کیا جائے۔

جناب چیئرمین: کمیٹی میں نہیں بھیج رہے ہیں؟

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہیں۔

جناب چیئرمین: اچھا ٹھیک ہے۔ House کا sense لیں گے۔ ہمارے پاس 13 minority students آئے ہیں. welcome to the House. میرے right side پر محمود بشیر ورک صاحب MNA تشریف رکھتے ہیں، پچھلے منسٹر بھی رہے ہیں Virk Sahib, welcome to the House. Honourable Leader of the Opposition.

Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! شکریہ۔ ابھی آپ نے دیکھا کہ عوام کا نام لے کر اور قانون کا نام لے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ نہایت نیک نیتی کے ساتھ شاید کوئی اصلاحات کا بل ہے۔ چیئرمین صاحب! میں صاف بات کروں گا۔ اب یہ قوم کو بے وقوف بنانے کی روش ختم کریں۔ سادہ سی بات یہ ہے کہ یہ اصلاحات کا بل نہیں ہے، یہ مفادات کا بل ہے۔ یہ ان

کے سیاسی اور ذاتی مفادات کا بل ہے۔ انہوں نے یہ کام کیا ہے کہ اپنے مفادات کو بیچ میں رکھا ہے جبکہ اس کے گرد اصلاحات کا ایک cover چڑھا کر اسے خوش نما بنانے کی کوشش کی ہے مگر اس facade کے ساتھ جو اس بل کی اصلیت ہے، جو اس بل کے اصل اغراض و مقاصد ہیں، وہ یہ چھپا نہیں سکتے۔

چیئرمین صاحب! یہاں پر افسوس کی بات یہ ہے کہ اس ملک میں اقتدار پر اشرافیہ قابض ہے، ان کے لیے آئین سے بھی صرف نظر ہو جاتا ہے اور ان کے لیے قوانین بھی بن جاتے ہیں۔ اگر اشرافیہ چاہے تو ان کے لیے پانی پر بھی راستہ بن جاتا ہے جبکہ عوام اس پانی میں اس طرح ڈوبتے ہیں کہ ان کی لاش بھی ابھر کر سطح تک نہیں آتی۔ یہ حالت ہے اس ملک کی اور یہ ہے وہ قانون اور آئین جس کو انہوں نے موم کی ناک بنایا ہوا ہے، جہاں پر دل چاہتا ہے، ادھر موڑتے ہیں اور اپنا مقصد نکال لیتے ہیں۔ یہ سو فی صد personal specific قانون لے کر آ رہے ہیں۔ اس کے ذریعے یہ اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ نئی بات نہیں ہے جو اس پارلیمنٹ کے ساتھ یہ کر رہے ہیں۔ یہ اس پارلیمنٹ کے ساتھ پہلے بھی کرتے رہے ہیں، یہاں NAB laws بھی اسی طرح آئے تھے جس کو ہم NRO-II کہتے ہیں۔ انہوں نے یہاں پر EVM کو بھی اسی طرح روند دیا تھا۔ انہوں نے بیرونِ ملک جو ہمارے پاکستانی شہری ہیں، ان کے ووٹ کے حق کو بھی اسی طرح روند دیا تھا۔ آج یہ ایک اور assault کرنے جا رہے ہیں، اس ہاؤس پر ایک اور bulldozer پھیرنے جا رہے ہیں۔ صرف اور صرف نام عوام کا جبکہ کام اپنا۔ یہی اس بل کی حقیقت ہے اور یہی اصل چیز ہے۔

جناب چیئرمین! پچھلے چند دنوں سے انہوں نے یہاں پر کیا ماحول بنایا ہوا ہے؟ اصل مسئلہ اس وقت صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ آئین نے پابند کیا ہوا ہے کہ 90 دنوں کے اندر آپ نے الیکشن کروانے ہیں۔ آپ کے پاس کچھ نہیں ہے کہ آپ عوام کا سامنا کر سکیں، آپ کا ہر فعل، آپ کا ہر قدم، آپ کی ہر legislation صرف اور صرف ایک چیز کے گرد گھومتی ہے کہ کس طریقے سے الیکشن سے فرار حاصل کیا جائے۔ اس کے لیے اب آپ عدلیہ پر وار کرنے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! ان کو آج جلدی کیوں ہے؟ کل یہ کیوں اس بل کو آناً فاناً لے کر آئے تھے؟ تراویح کے دوران بھی اجلاس چلتا رہا، اس دوران کابینہ کا اجلاس بھی ہوا، ایسے جیسے کوئی افتاد

آپڑی ہو۔ آناً فاناً سب کچھ ہوا۔ پھر دکھانے کے لیے وہیں سے کچھ دیر کے لیے یہ بل کمیٹی کو بھیجا گیا اور اس کے بعد واپس، آج اِدھر اور یہاں سے بھی pass کروایا جانا مقصود ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لیے کہ ان کا جو اصل مفاد ہے، اس کے لیے timing important ہے، بل important نہیں ہے۔ اس کے لیے آج کا دن important ہے کیونکہ آج کے دن سپریم کورٹ آف پاکستان میں پاکستان کے مستقبل کا فیصلہ ہونے جارہا ہے۔ یہ فیصلہ ہونے جارہا ہے کہ کیا پاکستان، آئین کے مطابق چلے گا یا اس کو سرزمینِ بے آئین بنا دیا جائے گا۔ کچھ فیصلے کچھ دن قوموں کی تقدیر کے لیے بہت اہم ہوتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید 90 دنوں سے آگے چلے جائیں گے تو ان کی سیاسی ہنڈیا چڑھ جائے گی۔ مت بھولیں، اسی پاکستان کی تاریخ کو یاد رکھیں۔ یہ 90 دن پانچ سال بھی بن جایا کرتے ہیں، یہ 90 دن نو سال اور گیارہ سال بھی بن جایا کرتے ہیں۔ اس لیے ہوش کے ناخن لیں، قانون کے ساتھ چلیں اور آئین کے ساتھ کھلواڑ مت کریں۔

جناب چیئرمین! یہ اس کی تاویل کیا دیتے ہیں؟ کہتے ہیں کہ ہم ترازو کے پلڑے برابر کرنے چلے ہیں۔ اس قانون کے تحت یہ ترازو کے پلڑے برابر نہیں کر رہے بلکہ یہ ترازو کو گھر لے جانے کے چکر میں ہیں۔ اپنی مرضی کی عدلیہ، اپنی مرضی کے جج، اپنی مرضی کے فیصلے تاکہ ان کو کوئی پوچھنے والا نہ ہو، تاکہ اس ملک میں انصاف نام کی کوئی چیز نہ رہے، انصاف صرف وہ ہو جو ان کو suit کرتا ہو۔ ان کی تو تاریخ ہے۔ کیا عدلیہ پر حملے کی تاریخ نہیں؟ کیا انہی اپوزیشن benches پر بیٹھنے والی پارٹی نے چمک کی بات نہیں کی تھی؟ ان کی ایک تاریخ ہے۔ فرق کیا ہے؟ فرق یہ ہے کہ پہلے یہ باہر سے حملہ آور ہوتے تھے، اس مرتبہ یہ اندر سے حملہ آور ہو رہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ انہوں نے ایک پوری منظّم campaign شروع کی، ایک tempo build کیا، ججز کو نشانہ بنایا، عدلیہ کو نشانہ بنایا، benches کو نشانہ بنایا، جلسوں میں ججز کی تصاویر لہرائیں، پارلیمنٹ کے اندر ججز کی تصاویر لہرائیں، سارے آرٹیکلز یہ بول دیتے ہیں، ذرا یہاں پر آرٹیکل 68 بھی بول دیں جو کہتا ہے کہ پارلیمنٹ میں ججز کا conduct discuss نہیں ہو سکتا۔ اس پر بات نہیں کریں گے، باقی سب آرٹیکلز کی بات کریں گے۔

جناب! آپ قومی اسمبلی کی تقاریر دیکھ لیں جو کل سے وہاں پر ہو رہی ہیں۔ وہاں پر لب و لہجہ دیکھ لیں، وہاں پر threatening tone دیکھیں اور ہر مقرر یہ ثابت کرنے کے لیے تلا ہوا ہے کہ شاید پاکستان کے تمام مسائل کا حل صرف اور صرف عدلیہ ہے۔

جناب چیئرمین! کل ایک قرارداد بھی منظور ہوئی۔ ان کی نیت کا پتا ان کی اسمبلی کی کارروائی سے چلتا ہے۔ ایک طرف انہوں نے بل پیش کیا جبکہ دوسری طرف ایک قرارداد پیش کی۔ یہ قرارداد کیا کہتی ہے؟ یہ قرارداد کہتی ہے کہ یہ ایوان سوموٹو کیس میں چار جج صاحبان کے فیصلے اور رائے کی تائید کرتا ہے۔ اب انہوں نے سوموٹو کو بھی selective کر دیا ہے۔ ایک سوموٹو ہوا تھا، آدھی رات کو سپریم کورٹ کھلی تھی اور ایک شب خون مارا گیا اور ان کو اٹھا کر اقتدار میں بٹھا دیا گیا۔ وہ سوموٹو جائز ہے جبکہ ایک سوموٹو ہوتا ہے کہ آئین کی پاسداری کرتے ہوئے، 90 دنوں میں الیکشن کروائے جائیں، وہ سوموٹو ناجائز قرار دیا جاتا ہے۔ یہ ہے ان کا selective انصاف اور یہ ہے ان کا طریقہ کار۔ اسی قرارداد میں کیا کہتے ہیں۔ الیکشن کمیشن ان کا spokesperson جبکہ یہ الیکشن کمیشن کے spokesperson کہتے ہیں، الیکشن کمیشن کو اس کی صوابدید کے مطابق سازگار حالات میں الیکشن کا انعقاد کرنے دیا جائے یعنی قومی اسمبلی کی اپنی قرارداد میں دو conditions بتاتے ہیں۔ جناب! الیکشن کمیشن اپنی صوابدید کے مطابق الیکشن نہیں کرواتا۔ الیکشن کمیشن آئین کے مطابق الیکشن کروانے کا پابند ہے۔ وہ کسی کی مرضی کے مطابق الیکشن کروانے کا پابند نہیں ہے۔ آئین کہتا ہے کہ آپ نے 90 دنوں کے اندر الیکشن کروانا ہے اور آپ کو prepare ہونا ہے۔ آئین وفاقی حکومت کو باندھتا ہے کہ آپ تمام محکموں نے الیکشن کمیشن کی معاونت کرنی ہے۔ الیکشن کمیشن کسی سازگار حالات کا انتظار نہیں کرتا۔ اس نے اپنے وقت پر الیکشن کروانے ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین! انہوں نے باقی جو details بتائیں، سپریم کورٹ کے رولز بنائیں گے۔ آپ سے آٹے کی لائنیں تو ختم نہیں ہوتیں، آپ چلے ہیں سپریم کورٹ کے رولز بنانے۔ سپریم کورٹ پر اور independence of judiciary پر یہ ایک بالواسطہ حملہ ہے۔ سپریم کورٹ کے رولز بنے ہوئے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں، بار ایسوسی ایشنز چاہتی ہیں، وکلا چاہتے ہیں، ایک consensus ہے تو سپریم کورٹ اپنے رولز کو amend کر سکتی ہے۔ تجھے پرائی کیا پڑی، اپنی نبھیڑ تو۔ یہاں جس طرح عدلیہ ہے، اسی طرح پارلیمنٹ ہے، عدلیہ کو اپنا کام کرنے دیں، پارلیمنٹ کو

اپنا کام کرنے دیں لیکن آپ نے ٹھانی ہوئی ہے کہ آپ نے عدلیہ کو متنازع کرنا ہے، آپ نے پہلے بھی عدلیہ میں تقسیم پیدا کی تھی، آپ کے پچھلے دور میں بھی سپریم کورٹ divide ہوئی تھی، آج بھی آپ یہ خوفناک عمل کرنے جا رہے ہیں اور پاکستان کی سپریم کورٹ کو divide کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

جناب والا! انہوں نے جو سب سے خوبصورت ترمیم کی، اسے انہوں نے آخری وقت تک بچا کر رکھا، right of appeal والی، آپ نے دیکھا کہ اس کا کوئی ذکر نہیں ہوا، جب یہ Bill Standing Committee میں گیا تو وہاں ایک amendment آئی اور وہ یہ تھی کہ جو سابق *suo motu* notices ہوئے ان میں right of appeal دیا جائے اور retrospectively دیا جائے تاکہ آپ کی نااہلی کے cases ختم ہو سکیں، یہ ہے سارا مدعا جس کے لیے آپ نے پورا فساد create کیا ہے، آپ آئیں اور سیدھی سیدھی بات کریں۔ اب یہاں تو جمہوریت رہی نہیں، یہاں تو آئین کی کوئی سنتا نہیں ہے، یہاں قانون تو رہا نہیں، یہاں جس کی لاٹھی اس کی بھینس ہے، اٹھائیں لاٹھی اور فیصلہ سنا دیں۔ اتنی لمبی چوڑی اصلاحات، عوام، آئین اور wrapper کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، اپنا مدعا بیان کریں کہ ہم نے اپنے cases معاف کروانے ہیں، ہم نے پہلے اپنے corruption کے cases معاف کروائے، اب ہم نے اپنی نااہلی معاف کروانی ہے، ہم نے عدلیہ کو اپنے تابع کرنا ہے اور اس طرح ہم نے ملک کو چلانا ہے۔ یہ ان کا مدعا ہے جس کے لیے یہ پورا فساد ہے۔

جناب چیئرمین! کل قومی اسمبلی میں Bill Standing Committee کو refer ہوا تو Standing Committee میں جو amendment آئی۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: سینیٹر فلک ناز صاحبہ! آپ سیدھی ہو کر بیٹھیں تو مہربانی ہو گی اور اگر آپ اپنی نشست پر چلی جائیں تو بہت بڑی مہربانی ہو گی۔ جی۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: کل قومی اسمبلی میں Bill refer ہوا، قومی اسمبلی سے جو amendment جسے انہوں نے بڑی خوشی سے قبول کر لیا تو کیا سینیٹ پارلیمنٹ کا حصہ نہیں ہے، کیا سینیٹ میں کوئی amendment نہیں آ سکتی، کیا سینیٹ میں کوئی debate نہیں ہو سکتی، کیا سینیٹ کی Standing Committee موجود نہیں ہے؟ یہ روایت ختم کریں، جو قانون

سازی کا طریقہ ہے، اسے Standing Committee میں بھیجیں، وہاں سیر حاصل discussion ہو، وہاں stakeholders آئیں اور Senate Standing Committee کا بھی یہ right ہے کہ اگر وہ اپنی کوئی amendment لانا چاہے تو وہ لائے اور ایوان اسے دیکھے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ قومی اسمبلی کی amendment کو آپ چوم کر جیب میں ڈال لیں اور سینیٹ کو آپ یہ حق ہی نہ دیں کہ وہ کوئی amendment لا سکے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: قائد حزب اختلاف کھڑے ہیں۔ جی۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب چیئرمین! اگر میں انہیں ان کی face value پر بھی لے لوں تو بھی یہ ضروری ہے کہ پورے process کو مکمل کیا جائے۔ اگر آپ اس process کو مکمل نہیں کریں گے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ آپ کے اغراض و مقاصد کیا ہیں۔

Mr. Chairman: Order please.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: یہ واضح ہو جائے گا کہ آپ پارلیمنٹ کی بے توقیری کرتے ہیں، یہ واضح ہو جائے گا کہ آپ کسی قسم کی جمہوریت پر یقین نہیں رکھتے۔ جناب چیئرمین! میں تمام اپوزیشن ممبران کی طرف سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ایوان کا طریقہ ہے کہ آپ اس Bill کو کمیٹی میں refer کریں اور اس پر جو amendments آئی ہیں، انہیں کریں۔ اگر واقعی ان کی نیت ٹھیک ہے تو یہ اچھا ہو گا۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ۔ معزز سینیٹر منظور کاکڑ صاحب۔ آپ تشریف رکھیں، مجھے قائد حزب اختلاف نے list دی ہے، ہم اس کے مطابق چلیں گے، ایک اِدھر سے اور ایک اُدھر سے بات کریں گے۔ تشریف رکھیں۔ جی۔

Senator Manzoor Ahmed

سینیٹر منظور احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! جو Bill table ہوا ہے، بلوچستان عوامی پارٹی، ہماری پارٹی کے صدر عبدالقدوس بزنجو صاحب سے اس کے حوالے سے رابطہ ہوا تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم حکومت کے ساتھ coalition میں ہیں اور ہم اسے support کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس Bill پر تارڑ صاحب اور باقی دوستوں نے تفصیل کے ساتھ بات کی ہے، جتنے

Articles تھے ان کے مطابق کافی بحث ہوئی۔ جناب والا! پاکستان کی تمام bar associations اور وکلا برادری کا دیرینہ مطالبہ بھی تھا کہ فردِ واحد کو اختیار نہیں ہونا چاہیے۔ جب یہ چیز محسوس ہوئی، اس پر Bill table ہوا۔ اگر ہم دنیا کی بات کرتے ہیں، امریکہ کو دیکھیں، باقی دنیا کو دیکھیں، even آپ اپنے پڑوسی ممالک کو دیکھ لیں کہ انہوں نے کتنے *suo motu* notices لیے ہیں۔ یہاں شراب کی بوتل پکڑنے پر بھی *suo motu* notice لیا جاتا تھا۔ مجھے لگ رہا ہے کہ عدلیہ اپنے کاموں سے غافل ہے کیونکہ سالہا سال سے لوگوں کے مقدمات پڑے ہوئے ہیں، لوگ کراچی سے، بلوچستان سے یا خیبر پختونخوا سے اپنے مقدمات کے لئے یہاں آتے ہیں، آپ ان سے پوچھیں کہ ان کی رہائش، ان کا کھانا پینا، جب وہ عدالت میں جاتے ہیں تو ان کا number بھی نہیں آتا اور انہیں کہا جاتا ہے کہ آپ کی تاریخ چھ، آٹھ مہینے بعد آئے گی۔ اگر ایک bench بنے، چاہے وہ تین رکنی ہو یا پانچ رکنی ہو تو یہ عوام کے لیے بہتر ہوگا۔

جناب چیئرمین! اگر میں Steel Mills کی بات کروں، 2006 میں Steel Mills privatize کر دی گئی تھی لیکن اسی طرح *suo motu* notice لیا گیا اور آپ دیکھیں کہ اس کا کیا حال ہے، اس سے لاکھوں لوگ بے روزگار ہیں، لوگوں کا چولہا اس وجہ سے بجھ چکا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ پاکستان کا آئین جو کہتا ہے، ہم اس طرح کی legislation کریں جو عوام کے مفاد میں ہو، جو پاکستان کے مفاد میں ہو۔ میں اس میں ایک تجویز بھی دینا چاہتا ہوں کہ ہم پورے پاکستان سے bar associations کے صدور کو بلائیں، اگر اس Bill میں ہم ملک کے لیے اور عوام کے لیے مزید بہتری لا سکتے ہیں تو ہمیں وہ لانی چاہیے۔ اس سے ہٹ کر ایسی قانون سازی ہو جو ہمارے نوجوانوں کے لیے ہو، جو ہمارے بچوں کے لیے ہو اور ہمارے اداروں کے لیے ہو، ایسی قانون سازی جو پاکستان کے بہتر مستقبل کے لیے ہو۔ اس لیے میں اس Bill کو support کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میں سب کو وقت دوں گا، میری صرف گزارش ہے کہ اسی طرح دو دو، تین تین منٹ بات کر لیں۔ جی رضا ربانی صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani

سینیٹر میاں رضا ربانی: شکریہ، جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم Bill پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب چیئرمین! میں اس بات کو ماننے سے قاصر ہوں کہ اس Bill کا تعلق آئین میں 90 دن کی الیکشن کی شق سے ہے کیونکہ آئین کے اندر جو provision دی گئی ہے اس provision کو پورا ہونا لازم ہے لیکن وکلا برادری کا یہ ایک بڑا پرانا مطالبہ رہا، پھر وکلا برادری سے یہ bar associations کا مطالبہ بنا اور bar associations سے پھر یہ bar councils کا مطالبہ بنا۔ ایسی لاتعداد resolutions موجود ہیں جن میں bar councils نے چاہے وہ پاکستان کی ہوں یا صوبوں کی ہوں جن میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ جو صورت حال سپریم کورٹ میں بالخصوص *suo motu* کی نسبت سے بن رہی ہے اس پر نظر ثانی کی جائے۔

جناب چیئرمین! جو تشویش کی بات ہے اور یہ بات میں اس لیے کہتا ہوں کہ جب کسی بھی معاشرے میں ادارے redundant ہونے لگیں یا ادارے آپس میں دست و گریباں ہونے لگیں تو وہ پورے ملک کے لیے اور ریاست کے لیے ایک خطرے کی گھنٹی ہے۔ یہاں پر ہم نے یہ بات تو دیکھی ہے کہ پارلیمان کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت redundant کر دیا گیا ہے لیکن اب جو پچھلے چند دنوں سے سپریم کورٹ کے اندر جو صورتحال پیدا ہو رہی ہے، وہ نہایت ہی تشویش ناک صورتحال ہے

and that does not augur well Mr. Chairman for the state of Pakistan.

جناب چیئرمین! بار کونسلز اور عام آدمی کا تو یہ مطالبہ پہلے سے تھا لیکن اب یہ بات از خود سپریم کورٹ سے بھی اٹھنے لگی۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں منصور علی شاہ صاحب کے نوٹ کا پیراگراف نمبر 37 مختصر طور پر آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا؛

> "Lastly, we find it essential to underline that in order to strengthen our institution and to ensure public trust and public confidence in our Court, it is high time that we revisit the power of the 'one-

man show' enjoyed by the office of the Chief Justice of Pakistan. This Court cannot be dependent on the solitary decision of one man, the Chief Justice, but must be regulated through a rule-based system approved by all judges of the High Court under Article 191 of the Constitution. In regulating the exercise of its jurisdiction under Article 184(3) including the exercise of *suo motu* jurisdiction; the constitution of Benches to hear such cases; the constitution of Regular Benches to hear all the other cases instituted in this Court; and the constitution of Special Benches."

جناب چیئرمین! اگر آپ یہ orderپڑھیں گے تو اس میں آپ کو اور بھی بہت سی چیزیں سامنے آئیں گی لیکن اگر آپ مجھے اجازت دیں تو پہلے پیراگراف کاایک portion میں آپ کو پڑھ کر سنادوں۔

جناب چیئرمین: جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! آپ دیکھ لیں کہ یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے اور اس میں کوئی سیاسی بات نہیں کر رہا۔ جناب چیئرمین! اس پہلے پیراگراف کے درمیان سے میں پڑھوں گا اور وہ یہ کہتا ہے؛

"That we must ensure that our Supreme Court does not assume the role of an imperial Supreme Court with its judicial decisions restricting the power of the Parliament, the Government and the provincial High Courts assuming all the powers to itself, and must remember that 'we have no more right to decline the

exercise of jurisdiction which is given, than to usurp that which is not given'."

جناب چیئرمین! جو صورتحال اب سامنے آ رہی ہے کہ یہ order آیا، اس کے بعد کل ایک اور فیصلہ Senior Puisne Judge نے دیا جس میں انہوں نے question of *suo motu* کو بھی take up کیا اور یہاں تک کہا کہ اس تمام سلسلے کو اس وقت تک روک دینا چاہیے جب تک اس کے بارے میں واضح طور پر rules نہیں بن جاتے۔ لہٰذا جناب چیئرمین! یہ بات لازم ہو گئی تھی کہ گو کہ آئین میں trichotomy of power کی بات کی جاتی ہے but Parliament could not sit as an idle spectator to the erosion of another institution functioning under the Constitution. جبکہ آئین کے آرٹیکل 191 نے اختیار دیا ہے لیکن اس کے علاوہ بھی جناب چیئرمین! یہ اختیار آرٹیکل 191 کے علاوہ بھی آئین میں دیا گیا ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کو Federal Legislative List Part I کی طرف لے جانا چاہتا ہوں۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: رضا صاحب! ذرا وقت کا خیال رکھیں کیونکہ دیگر ساتھی بھی بولنا چاہتے ہیں۔ شکریہ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جی جناب میں وقت کا خیال کر رہا ہوں لیکن آپ دیکھیں کہ میں مکمل طور پر قانون سازی سے متعلق ہوں۔

جناب چیئرمین: جی مجھے معلوم ہے لیکن پھر بھی کیونکہ دیگر ساتھیوں نے بھی بولنا ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I will just take two minutes more.

جناب والا! میں آپ کو Federal Legislative List Part I کی طرف لے کر چلتا ہوں اور اس کا item No.55 آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہتا ہے کہ؛

"Jurisdiction and powers of all courts, except the Supreme Court, with respect to any of the matters in this List and, to such extent as is expressly authorised by or under the Constitution, the enlargement of the

jurisdiction of the Supreme Court, and the conferring thereon of supplemental powers."

So, therefore, it is in fact an enlargement of the jurisdiction of the Supreme Court when an appeal is being provided for in *suo motu* matters which was not there. So, therefore, under item No.55 of the Federal Legislative List also this provision is present.

جناب چیئرمین! اب میں wind up کر رہا ہوں کیونکہ آپ نے فرمایا ہے and you were kind enough to give me the floor. جناب چیئرمین! درحقیقت یہ تمام تر issues are political issues لیکن یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ سیاسی جماعتیں اپنے disputes کو بجائے پارلیمان کو استعمال کرنے کے judiciary کے پاس لے کر گئے اور اس وجہ سے judiciary پر یہ pressure آیا کہ ان کو ان political issues میں involve ہونا پڑا۔ آج بھی میں سمجھتا ہوں کہ جو dialogue and arbiter کی بات ہو رہی ہے تو arbiter judiciary نہیں بن سکتی جناب چیئرمین۔ یہ نہ تو ان کا کام ہے آئین کے تحت اور نہ وہ بن سکتے ہیں۔ Arbiter or dialogue کی بات اگر آج بھی ہو گی تو وہ پارلیمان سے ہونی چاہیے اور اس میں آپ کا اور سپیکر کا ایک کلیدی کردار بنتا ہے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Honourable Senator Syed Ali Zafar.

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: مہربانی جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! مجھے فخر ہے ایک سینیٹر ہونے پر اور میرے خیال میں جتنے ہمارے سینیٹر صاحبان ہیں ان کو بھی فخر ہونا چاہیے اور اس کی وجہ ایک ہے کہ ہم لوگ قانون سازی کر سکتے ہیں اور ہم آئین میں بھی ترمیم کر سکتے ہیں اور اسی لیے بھی ہمیں کہا جاتا ہے کہ we are sovereign, we are superior اور یہ ہمارے آئین کا core ہمیں اجازت دیتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہماری ایک ذمہ داری بھی ہے اور وہ ذمہ داری یہ ہے کہ جو بھی بل ہمارے سامنے آئے، جو بھی قانون سازی کے لیے ہمارے سامنے رکھا جائے، ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو دیکھیں اور اس کے لیے ایک process بنایا ہوا ہے۔ اس پر debate کریں،

اس پر stakeholders کو سنیں اور سننے کے بعد ہم عوام اور قوم کے لیے جو بھی سب سے بہتر کر سکتے ہیں کریں اور ایک حل پیش کریں۔ اسی لیے ہمارے processes and rules کہتے ہیں کہ ہر چیز عوام کے سامنے آئے اور یہ through National Assembly or Senate آئے۔ اس کے بعد وہ Committees میں جائے۔ وہاں دیکھ کر پھر اسے ایوان میں پیش کریں۔ جب ہم حکومت میں تھے تو اس وقت بھی جب یہ processes اپنائے نہیں جاتے تھے تو میں object کرتا تھا۔ کسی اہم معاملے کو بجائے کمیٹی میں بھیجنے کے، ہم اسے ایوان میں 15 منٹ میں فارغ کر دیتے تھے۔ اس وقت جب بھی میں اپوزیشن اراکین کے ساتھ بیٹھا تھا تو وہ یہی باتیں کرتے تھے اور آج ماشاءاللہ وہ حکومت میں ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ جناب یہ بہت غلط بات ہے، ایسا نہیں ہونا چاہیے، یہ درست نہیں ہے۔ جو ہمارا process ہے، وہ ایک parliamentary process ہے۔ ہمیں اس پر فخر ہے۔ ہمیں انہی parliamentary processes سے ہمیشہ go through کرنا چاہیے اور یہ party lines سے اوپر رکھ کر کرنا چاہیے۔ بہت سارے لوگ جو اس وقت اپوزیشن میں تھے اور یہ کہتے تھے، مجھے امید ہے کہ آج کھڑے ہوں گے اور وہی کہیں گے جو میں ابھی کہنے جا رہا ہوں اور یہ بھی کہیں گے کہ اسے کمیٹی کو ہی بھیجیں تاکہ اس پر debate ہو۔ میں یہ کیوں کہتا ہوں کہ اسے کمیٹی کو بھیجیں۔ Article 184 (3) ہمارے آئین کا ایک Article ہے۔ یہ ایک بہت اہم Article ہے کیونکہ جب سے آئین بنا ہے، یہ unchanged ہے۔ Article 184(3) یہ کہتا ہے کہ اگر ایک matter of public importance ہو اور یہ ایسا ہو جس میں enforcement of fundamental rights کی بھی بات ہو تو سپریم کورٹ کے پاس یہ طاقت ہے کہ وہ اس پر کوئی order دے سکے۔

جناب! ہم یہ سوچتے ہیں کہ سپریم کورٹ شاید پارلیمنٹ کے خلاف ہے اور اس کا rival ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم دونوں کا ایک ہی کام ہے۔ پارلیمنٹ sovereign ہے کیونکہ یہ قانون سازی کرتی ہے اور اس قانون کی تشریح سپریم کورٹ اور High Courts کرتی ہیں۔ دونوں اداروں کا ایک ہی فرض ہے کہ rule of law کے ذریعے لوگوں تک انصاف پہنچ سکے اور ہم judicial system کو مضبوط کر سکیں۔ یہ جو بل راتوں، رات آیا ہے، مجھے اس پر دو objections ہیں۔ میں اس کے merits پر تھوڑی دیر بعد بات کروں گا لیکن جو میرے

objections ہیں، ان میں سے پہلا اس کے timing کے حوالے سے ہے۔ ہمارا ایک کیس سپریم کورٹ میں چل رہا ہے اور وہ اسے سن رہی ہے۔ اس پر بحث بھی ہو رہی ہے جو Article (3) 184 کے تحت ہی ہو رہی ہے۔ اس میں elections issue raise ہوا ہے کہ آیا 90 دنوں کے اندر الیکشن ہونے چاہییں یا نہیں اور اگر آئین میں لکھا ہے کہ 90 دنوں میں ہونا ہے تو کیا کسی ادارے کو یہ اجازت ہے کہ وہ اسے delay کر سکے۔ وہاں یہ آئینی مسائل چل رہے ہیں۔ حکومت elections oppose کر رہی ہے کیونکہ وہ یہ کہہ رہی ہے کہ ملک میں دہشت گردی ہے۔ ہم bankrupt ہو گئے ہیں اور elections کے لئے 20 ارب روپے نہیں ہیں لہٰذا indefinite period تک الیکشن نہیں کرائے جائیں اور caretaker Governments کو چلاتے رہیں۔ یہ ساری بحث ہو رہی ہے۔ دوران سوالات، عدالت کی یہ observation آ رہی تھی کہ آئین میں کہاں لکھا ہے کہ آپ الیکشن delay کر سکتے ہیں۔ اگر آپ یہ excuse کر رہے ہیں کہ آپ کے پاس پیسے اور military personnel نہیں ہیں تو آئین میں کہاں لکھا ہے کہ الیکشن ان excuses کی بنیاد پر delay کیے جا سکتے ہیں۔ ان observations کو دیکھتے ہوئے راتوں، رات Cabinet meeting ہوتی ہے اور دوسرے دن National Assembly میں یہ بل پیش ہو جاتا ہے۔ Frankly speaking میں نے اخبار میں پڑھا کہ یہ ایک انتہائی اہم بل ہے جس کے ذریعے آپ سپریم کورٹ کی powers and jurisdiction تبدیل کرنے جا رہے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ آپ ایک right of appeal دینے جا رہے ہیں۔ قومی اسمبلی میں اسے پیش کرنے کے بعد کمیٹی میں بھیج دیا گیا and I am sure کہ اسے وہاں پر کسی نے نہیں پڑھا ہوگا۔ ایک ہی دن میں کمیٹی نے اسے واپس قومی اسمبلی میں پیش کر کے پاس کروایا اور پھر ہمیں بھیج دیا۔ اس دوران اس میں کچھ amendments بھی کی گئیں۔

جناب! یہ بل آج سینیٹ میں پیش ہو رہا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ بل قومی اسمبلی کی Standing Committee on Law and Justice میں جا سکتا تھا لیکن Senate Standing Committee on Law and Justice میں نہیں جا سکتا ہے۔ اس پر ایوان میں ہی بحث ہو گی اور ادھر ہی اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔ آپ تمام معزز ممبران آئین کی کتاب

اٹھائیں۔ کیا ہمارے پاس یہ گنجائش ہے کہ ہم آئینی ترمیم کے بغیر (3) 184 Article میں ترمیم کر سکیں۔ دیکھنے والی بات یہی ہے کیونکہ یہ بل تو قومی اسمبلی سے آگیا ہے۔ اسے عام قانون کی طرح پاس کیا جارہا ہے۔ پہلے ہم (1) 184 Article کو دیکھتے ہیں۔ یہ کہتا ہے کہ:

"The Supreme Court shall, to the exclusion of every other Court, have original jurisdiction in any dispute between any two or more Governments."

سپریم کورٹ کو اس آرٹیکل کے ذریعے یہ اختیار دیا گیا ہے۔ اس کے بعد اب ہم Article 184 (3) کو دیکھتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ اس اختیار کو کیسے استعمال کرنا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ:

"Without prejudice to the provisions of Article 199, the Supreme Court shall, if it considers that a question of public importance with reference to the enforcement of any of the fundamental rights conferred by Chapter 1 of Part II is involved, have the power to make an order of the nature mentioned in the said Article."

اگر سپریم کورٹ کے اختیارات میں کسی قسم کی قانونی مداخلت کرنی ہے تو اس کا ایک ہی طریقہ کار ہے اور وہ آئین ہے۔ آپ یہ صرف آئین کے ذریعے کر سکتے ہیں اور normal laws کی ذریعے نہیں کر سکتے۔ اس بل کو ایک normal law کی طرح پیش کیا جارہا ہے جبکہ اس کے لئے آئینی ترمیم ہونی چاہیے۔ میں آپ کو on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ اگر ہم اس قانون کو پاس کریں گے تو اگلے پندرہ، بیس دنوں میں اسے کالعدم قرار دیا جائے گا۔ پارلیمنٹ کا اختیار آئین اور قانون کی بات کرنا اور اس کے مطابق چلنا ہے۔ ہم جان بوجھ کر اور دیکھتے ہوئے ایسا قانون پاس نہیں کر سکتے جو آئین کے خلاف ہو۔ اب میں آپ کے سامنے Article 141 of the Constitution پڑھتا ہوں۔ وہ یہ کہتا ہے کہ:

"Subject to the Constitution, [*Majlis-e-Shoora* (Parliament)] may make laws (including laws having extra-territorial operation) for the whole or any part of Pakistan, and a Provincial Assembly may make laws for the Province or any part thereof."

اب میں Article 142 (a) of the Constitution بھی پڑھ دیتا ہوں۔ وہ یہ کہتا ہے کہ:

"Subject to the Constitution— (a) [*Majlis-e-Shoora* (Parliament)] shall have exclusive power to make laws with respect to any matter in the Federal Legislative List."

جناب چیئرمین اور محترم سینیٹر صاحبان! Federal Legislative List میں جو کچھ لکھا ہوا ہے، ہم اسی پر قانون سازی کر سکتے ہیں۔ آپ Federal Legislative List میں Item No. 55 دیکھیں۔ وہ یہ کہتا ہے کہ آپ سوائے سپریم کورٹ آف پاکستان کے، باقی تمام Courts کے متعلق قانون سازی کر سکتے ہیں۔ آئین میں ہم نے سپریم کورٹ کو جو بھی اختیارات دیے ہیں، ان پر ہم کوئی بھی قانون سازی نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ ہم آئینی ترمیم کریں۔ میں نے یہ تو بتا دیا کہ جو بل پیش ہوا ہے، وہ آئین کے خلاف ہے۔ میں تو اس حوالے سے تاریخ کا حصہ نہیں بنوں گا کہ as a Senator میں نے ایک ایسا قانون پاس کیا جو مجھے پتا تھا کہ آئین کے تصادم میں ہے اور ہم غلط کام کرنے جا رہے ہیں۔ میں آپ کو ایک اور interesting بات بتاؤں۔ اس بل میں appeal کی جو provision دی گئی ہے، جس میں یہ کہا گیا ہے کہ سپریم کورٹ کی jurisdiction کے خلاف کوئی بھی بندہ appeal کر سکتا ہے، یہ معاملہ as a constitutional amendment already ہماری Standing Committee میں گیا ہوا ہے۔ یہاں ہماری Law and Justice Committee میں debate ہوئی جس میں رضا ربانی صاحب بھی ہیں، Law Minister Sahib بھی اس کا حصہ ہیں اور ہمارے بہت سے eminent constitutional experts اس کمیٹی کا حصہ ہیں اور وہاں یہ فیصلہ ہوا کہ ہم نے Article 184(3) کے بارے میں کوئی بھی amendment کرنی ہے، اگر ہم نے کسی قسم کی اپیل دینی ہے تو یہ ہم صرف آئین کے ذریعے کر سکتے ہیں۔ ہم نے آئینی ترمیم کرکے in the form of Committee meeting سینیٹ کے سامنے پیش کر دی ہوئی ہے۔

اب جبکہ ایک طرف سینیٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی جو آپ کی اپنی کمیٹی ہے، وہ کہہ رہی ہے Article 184(3) میں ہم صرف اور صرف آئین کے ذریعے ترمیم کر سکتے ہیں۔ اسی چیز کو ہم

کس طرح بیٹھے ہوئے dilute کر سکتے ہیں، تبدیل کر سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ترمیم ہم عام قانون کے ذریعے کر دیں۔ یہ matters debate کرنے والے ہیں۔

اس کے بعد ایک ترمیم کی گئی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ Article 184(3) کے جتنے پرانے کیس ہیں ان کو دوبارہ سے لایا جائے، ان کو appellate forum کے پاس لے جایا جائے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس قسم کی retrospective تبدیلی۔۔۔

جناب چیئرمین: وقت ذرا کم ہے۔

سینیٹر سید علی ظفر: میں بالکل ختم کر رہا ہوں جی۔ میں conclude کرنے لگا ہوں۔ اب آئین ہمیں اجازت نہیں دیتا کہ ہم retrospectively تبدیل کر دیں اگر یہ کرنا ہے تو پھر آپ سپریم کورٹ کی jurisdiction ایک طرح سے ختم کر دیتے ہیں کیونکہ Article 184(3) کے جتنے کیس ہیں، آپ اگر ان کو اس ترمیم کے ذریعے دوبارہ کھول دیتے ہیں کہ وہ سارے کے سارے Appellate Court چلے جائیں تو سپریم کورٹ کام نہیں کر سکتی، پھر سپریم کورٹ کے پاس لاکھوں کیس آ جائیں گے کہ ہم justice system clog کر دیں گے۔ ہم کیا کرنے جا رہے ہیں، آج کس قسم کی تاریخ لکھنے جا رہے ہیں لیکن مجھے اس طرف بیٹھے ہوئے سینیٹروں پر یقین ہے لیکن مجھے ساتھ دوسری side والے سینیٹروں پر بھی یقین ہے ۔ ان سب کو میں individually جانتا ہوں۔ دل میں ان کو پتا ہے کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ درست ہے۔ اس لئے ابھی مجھے یقین ہے کہ وہ یہ کہیں گے، I am hopeful کہ وہ اٹھ کر میرے ساتھ ہم آواز ہو کر یہ کہیں گے کہ اس کو آپ Law and Justice Committee میں بھیجیں اور اس کا فیصلہ ہونے دیں۔ اس کو debate کریں۔

جناب چیئرمین، آپ کو پتا ہے، آج کی اخباریں دیکھیں جو پوری Bars ہیں۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: کوئی بات نہیں، دل بڑا کریں اور سنیں۔ اچھی بات ہے، debate ہو رہی ہے، healthy debate ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Order please.

سینیٹر سید علی ظفر: جو ہمارے وکلا اور وکلا کی تنظیمیں ہیں وہ بھی divided ہیں، ان کو بھی سننے کی ضرورت ہے۔ سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن، اور لاہور ہائی کورٹ بار، پاکستان کی سب سے بڑی ہائی کورٹ بار ہے جنہوں نے کل قرارداد پاس کی ہے کہ اس قسم کی ترمیم آئین میں ترمیم کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان کو بھی سنیں۔ اسی طرح Judicial Commission کو بھی سننے کی ضرورت ہے۔ یہ ایسا Article ہے جو پچھلے پچاس سال سے اسی طرح موجود ہے، اس میں ضرور ترمیم کریں، بہت سی ترامیم اچھی ہیں، کچھ ترامیم بہتر ہیں لیکن کچھ ترامیم غیر آئینی ہیں، ان کا route آئین کے ذریعے ہونا چاہیے۔

میری آج سب سے یہ request ہے کہ kindly اس کو آپ کمیٹی کے پاس بھیجیں، کمیٹی میں ہم اس کو دیکھیں گے، کھنگالیں گے اور ultimately جو بھی best result ہو، پارٹی لائن سے اوپر ہو کر جو بھی best result ہوگا اس کو ہم آگے لے کر آئیں گے اور پھر پیش کریں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، میرے left side پر جناب ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب بیٹھے ہیں، former Senator ہیں، ہم انہیں ایوان میں خوش آمدید کہتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: معزز سینیٹر مشتاق صاحب، مشتاق صاحب، وقت کا تھوڑا خیال رکھیں گے پلیز۔ بالکل properly چل رہے ہیں، آپ لوگ حوصلہ کریں۔

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین، شکریہ۔ مجھے اکثر پارلیمنٹ میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس میں غریب عوام کے لئے کوئی قانون سازی نہیں ہوتی۔ اس میں سیاسی مقاصد اور اشرافیہ کو فائدہ پہنچانے کے لئے قانون سازی ہوتی ہے، غریب عوام کی ترجیح قانون سازی میں نہیں ہے۔ آپ دیکھیں سات لوگ خیبر پختونخوا میں آٹے کی وجہ سے مر گئے ہیں، کل رات لکی مروت میں ایک ڈی ایس پی، اقبال مہمند اور پانچ سپاہی شہید ہو گئے ہیں۔ ہماری آج کی یہ پارلیمنٹ اس کو موضوع نہیں بناتی، اس خون بہنے کو، اس تکلیف کو موضوع نہیں بناتی تو میری یہ درخواست ہے کہ اس پارلیمنٹ کا موضوع غریب عوام ہونا چاہیے۔

یہ بل جو اس وقت ہمارے سامنے ہے،، Supreme Court Practice and Procedure Bill, 2023، اس پر بات آئی کہ اس پر consensus موجود ہے۔ جس طرح قائد حزب اختلاف نے کہا، جس طرح منظور کاکڑ صاحب نے کہا، جس طرح علی ظفر صاحب نے کہا کہ اس پر consensus موجود ہے کہ legislation ہونی چاہیے۔جو اس پر reservations ہیں وہ کیا ہیں، وہ تین بنیادی چیزوں پر ہیں۔ نمبر ا، اس کی timing کے حوالے سے اپوزیشن کی reservations ہیں کہ یہ timing درست نہیں ہے جس انداز سے آپ لوگ کر رہے ہیں۔

دوسرا یہ کہ آپ جس haste میں یہ کر رہے ہیں، آپ اس کو کمیٹی میں نہیں بھیج رہے، آپ اس کو vet کرنے کا موقع نہیں دے رہے۔آپ parliamentarians کے amendment کرنے کے بنیادی حق کو سلب کر رہے ہیں تو آپ اس کو کمیٹی میں بھیجیں۔

ماضی میں آپ نے جنرل باجوہ کی extension کے لئے قانون سازی کی، وہ بھی آپ نے اسی طرح haste میں کی، وہ بھی آپ نے haphazard انداز میں کی، وہ بھی آپ نے کمیٹیوں میں نہیں بھیجی۔اس میں بھی آپ نے Rules of Procedure کو bulldoze کیا اور اس پر آج پورے political spectrum کو۔۔۔

جناب چیئرمین: وہ کمیٹی میں بھیجی تھی، آپ کی اس میں amendment بھی تھی، شکریہ۔

سینیٹر مشتاق احمد: جس طرح بھیجی گئی تھی ، اس کا بھی مجھے علم ہے ۔ اس پر پوری political spectrum کو ندامت ہے۔ تیسری چیز ہے کہ اپوزیشن کی جو اس پر reservations ہیں وہ یہ ہیں کہ اس میں کچھ اچھی چیزیں بھی ہیں لیکن اس میں specific oriented چیزیں بھی اس میں ڈالی گئی ہیں۔ آپ دیکھیں کہ Clause 5 and sub-Clause 2 ہے،

the right to appeal under section 1 shall also be available to an aggrieved person against whom an order has been

made under Clause 3, of the Article 184 of the Constitution prior to the commencement of this Act.

یہ ہے اشرافیہ کے لئے قانون سازی، یہ ہے کچھ خاص لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے قانون سازی، اس پر reservations ہیں اور میں یہ کہتا ہوں، اپوزیشن یہ کہتی ہے کہ پارلیمنٹ سپریم ہے۔ جناب چیئرمین! آپ مجھے موقع دیں گے پلیز۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر کی آواز سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی مشتاق صاحب۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس پر across the board consensus موجود ہے، اس پر بات ہونی چاہیے، اس پر debate ہونی چاہیے لیکن اس کے لیے rules اور پارلیمنٹ کو bulldoze کرنے کا اور parliamentarians کو ترمیم کے حق سے ساقط کرنے کا، اس کو ختم کرنے کا، یہ نہیں ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اس لیے لا رہے ہیں کہ پارلیمنٹ supreme ہے، عدلیہ پارلیمنٹ کے دائرہ اختیار میں تجاوز کر رہی ہے، encroachment کر رہی ہے، بالکل اچھی بات ہے، نہیں ہونی چاہیے۔ عدلیہ کا اپنا دائرہ اختیار ہے، پارلیمنٹ supreme ہے، عدلیہ کو پارلیمنٹ کا کردار ادا نہیں کرنا چاہیے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آدھا سچ ہے، پورا سچ نہیں ہے۔ کیا پارلیمنٹ کے دائرہ اختیار میں encroachment صرف عدلیہ کر رہی ہے یا اسٹیبلشمنٹ بھی کر رہی ہے؟ کل قومی اسمبلی سے عدلیہ کے حوالے سے قرارداد منظور ہوئی ہے۔ کیا ایسی قرارداد Establishment کے حوالے سے بھی پارلیمنٹ pass کر سکتی ہے؟

جناب چیئرمین! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج کل جنرل باجوہ کے interviews آ رہے ہیں، انہوں نے اپنے چھ سالہ دور میں جس طرح اپنے mandate سے overstepping کی ہے، جس طرح اپنے حلف کی خلاف ورزی کی ہے اور وہ خود کہہ رہے ہیں کہ میں offer کرتا تھا کہ کس کو وزیراعظم بنانا ہے۔ وہ خود کہہ رہا ہے کہ میں نے وزیراعظم کو ڈانٹ پلائی۔ کیا یہ پارلیمنٹ یا یہ حکومت اس قابل ہے کہ جنرل باجوہ اور جنرل فیض کے خلاف تحقیقات کا آغاز کرے؟ آج پاکستان جس پوزیشن پر ہے اس میں جنرل باجوہ اور جنرل فیض کا بڑا کردار ہے۔ اگر آپ پارلیمنٹ کو

supreme بنانا چاہتے ہیں، اگر آپ پارلیمنٹ کے دائرہ اختیار میں encroachment کو روکنا چاہتے ہیں تو عدلیہ کی encroachment کو بھی روکیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ military Establishment کی encroachment کو بھی روکیں۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جناب!

سینیٹر مشتاق احمد: جناب! میں ختم کر رہا ہوں۔ ایک طرف تو یہ ہے، دوسری طرف آپ دیکھ لیں کہ وفاقی کابینہ نے منظوری دی ہے۔ چیئرمین نیب کی منظوری لیفٹیننٹ جنرل (ر) نذیر احمد، حالانکہ جب یہ خود اپوزیشن میں تھے، میں ان کے ساتھ اپوزیشن میں تھا، یہ کہتے تھے کہ نیب کو ختم ہونا چاہیے، یہ کہتے تھے کہ نیب politically motivated witch hunting کرتا ہے۔ یہ کہتے تھے کہ نیب political engineering کے لیے استعمال ہو رہا ہے لیکن لیفٹیننٹ جنرل (ر) نذیر احمد کو چیئرمین نیب اور اس کو 17 لاکھ روپے ماہانہ تنخواہ، سرکاری رہائش گاہ، دو گاڑیاں، دو ہزار یونٹ بجلی، 600 لٹر پٹرول مفت ملے گا۔ یہ میں کہتا ہوں اشرافیہ! آپ نے نیب کا چیئرمین بھی ایک ریٹائرڈ جنرل کو بنایا۔ آپ نے واپڈا کا چیئرمین ایک ریٹائرڈ جنرل کو بنایا، آپ نے اولمپک کا چیئرمین ایک ریٹائرڈ جنرل کو بنایا، آپ نے Chairman, NDMA ایک جنرل کو بنایا تو آپ کس طرح کہہ رہے ہیں کہ پارلیمنٹ کو supreme بنانا چاہتے ہیں؟

اگر آپ پارلیمنٹ کو supreme بنانا چاہتے ہیں تو عدلیہ کی encroachment کو بھی روکیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ Establishment کی encroachment کو بھی روکیں۔ یہ جو قانون ہے، اس حوالے سے جو videos آ رہی ہیں، کہتے ہیں کہ لاہور ہائی کورٹ میں سودے ہو رہے ہیں، کہتے ہیں کہ سپریم کورٹ میں سودے ہو رہے ہیں اور لگتا ہے کہ اعلیٰ عدلیہ departmental store ہے کہ لوگ وہاں payment کرتے ہیں اور فیصلے لے لیتے ہیں۔ یہ پتا کرنا چاہیے کہ یہ audios, videos کون release کر رہا ہے۔ اس کے پیچھے ان کے مقاصد کیا ہیں، اس کی بھی تحقیقات ہونی چاہییں۔ اُس کی بھی ہونی چاہیے کہ آیا یہ حقیقت ہے اور اگر حقیقت ہے تو ان لوگوں کو ججوں کے خلاف action لینا چاہیے لیکن اس کی بھی تحقیقات ہونی چاہییں کہ یہ کون release کر رہا ہے، کیوں release کر رہا ہے، کن مقاصد کے لیے release کر رہا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! آخری بات یہ ہے کہ آپ اس قانون کو قائمہ کمیٹی میں بھیج دیں، وہاں discussion and debate سے یہ زیادہ refine ہو جائے گا، quality legislation ہو گی۔ جو اچھی چیزیں ہیں ان کو اپوزیشن accept کرے گی۔ آپ پارلیمنٹ کو غلام نہ بنائیں، پارلیمنٹ کو rubber stamp نہ بنائیں، اشرافیہ کے لیے پارلیمنٹ سے قانون سازی نہ کرائیں۔

جناب چیئرمین: میں تو ایوان کے will پر چلوں گا۔ جو ایوان کہے گا کر لیں گے۔

سینیٹر مشتاق احمد: اس لیے میں کہتا ہوں کہ ماضی میں بھی یہ ہوا ہے، اب پارلیمنٹ کے ساتھ یہ کھلواڑ بند ہونا چاہیے۔ پارلیمنٹ کو اپنا کردار ادا کرنے دیں، اس کے ہاتھ پاؤں نہ باندھیں، پارلیمنٹ کو contain نہ کریں، پارلیمنٹ کی آزادی پر قدغن نہ لگائیں۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر طاہر بزنجو صاحب۔

Senator Muhammad Tahir Bizinjo

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: شکریہ، جناب چیئرمین! ہمارے آئینی اور قانونی ماہرین، جناب سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب، سینیٹر رضا ربانی صاحب اور بیرسٹر علی ظفر صاحب نے تفصیل کے ساتھ ہمیں اس بل کے بارے میں بتایا جس کو practice and procedure کا نام دیا گیا ہے۔ میں صرف یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آئین شکنوں اور ان کو قانونی تحفظ فراہم کرنے والے ججوں کو سخت سزا ملتی، کڑی سزا ملتی تو جناب چیئرمین! آج ملک آئینی بحرانوں کا شکار ہوتا اور نہ ہی سیاسی و معاشی عدم استحکام کا شکار ہوتا۔

جناب! چیف جسٹس کے اختیارات کو کم کرنا، اس کے صوابدیدی اختیارات کو کم کرنا اس ملک کی چھوٹی اور بڑی جماعتوں، از خود وکلا برادری، سول سوسائٹی، یہ سب کا ہی مطالبہ رہا ہے۔ اس لیے اس بل کی ہم سب کو حمایت کرنی چاہیے۔ آخری بات یہ کہوں گا کہ تمام اداروں کو اور خصوصاً دو اداروں کو، مسلح افواج اور عدلیہ کو کسی بھی صورت میں سیاست زدہ نہیں ہونا چاہیے، ریاست کے مفاد میں یہی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ قائد ایوان نے کہا تھا، جی۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! آج کا ایجنڈا مبا ہے، اس سے اگلے item Lawyers Protection Act کی منظوری کے لیے ہمارے بار کونسل کے مہمان بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ علی ظفر صاحب اور رضا ربانی صاحب کی بات کے بعد House کی sense لیں۔ دونوں اطراف سے ایک ایک، دو دو۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جناب! مجھے پتا ہے، آپ میرے بہت عزیز ممبر ہیں۔ حاجی صاحب، تشریف رکھیں۔ House کا sense لوں، کمیٹی میں بھیجنا ہے یا نہیں؟ جو لوگ اس کے حق میں ہیں کہ اس کو کمیٹی refers کر دوں، وہ ہاں کہیں۔ جو کمیٹی میں بھیجنے کے حق میں نہیں ہیں، وہ نہیں کہیں۔ کمیٹی کو refer کروں؟

Order No. 4, honourable Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law, please move Order No. 4.

فیصل جاوید صاحب، براہ مہربانی، اپنی لائن میں آئیں۔ جی۔

Senator Azam Nazeer Tarar: I wish to move that the Bill to provide for certain practices and procedures of the Supreme Court [The Supreme Court (Practice and Procedure) Bill, 2023], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed? Is anyone opposing? It has been moved that the Bill to provide for certain practices and procedures of the Supreme Court [The Supreme Court (Practice and Procedure) Bill, 2023], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried. Second reading of the Bill, Clauses 2 to 8. We may now take up Second reading of the Bill that is Clause by Clause consideration of the Bill. Clauses 2 to 8, there is no

amendment in the Clauses 2 to 8 so I will put these Clauses before the House as one question. The question is that Clauses 2 to 8 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and Clauses 2 to 8 stand part of the Bill. Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. We may now take up Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and Clause 1, The Preamble and the Tittle stands part of the Bill. Order No.05, honourable Senator Azam Nazeer Tarar, Federal Minister for Law and Justice, please move Order No.05.

Senator Azam Nazeer Tarar: Mr. Chairman, I wish to move that the Bill to provide for certain practices and procedures of the Supreme Court [The Supreme Court (Practice and Procedure) Bill, 2023], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to provide for certain practices and procedures of the Supreme Court [The Supreme Court (Practice and Procedure) Bill, 2023], be passed.

جناب ووٹنگ ہونی ہے۔count کروانا ہے؟ اگر count کروانا ہے تو اپنی نشستوں پر چلیں، ٹھیک ہے جی اپنی نشستوں پر چلیں، تمام معزز اراکین اپنی اپنی نشستوں پر چلیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ کو موقع دیں گے، آپ نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لینا؟ ٹھیک ہے، محسن صاحب، آپ نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لینا؟ جو اس کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں، count کریں، جو اس کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں، سینیٹر انوار الحق

کاکڑ صاحب، مہربانی کرکے اپنی نشست پر پہنچیں۔ جو اس بل کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں، مہربانی کرکے count کرنے دیں، حیدری صاحب، پتا ہے آپ بھی ہیں۔

(اس موقع پر گنتی کی گئی)

جناب چیئرمین: اب آپ لوگ تشریف رکھیں، جو چاہتے ہیں یہ بل پاس نہ ہو وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں، مہربانی کرکے count کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: کمیٹی سے آگے اب بات passage پر آ گئی ہے، آپ سنتے تو ہیں نہیں، بھائی صاحب، کمیٹی تو House نے reject کر دی، اب آپ لوگ تشریف رکھیں۔

(اس موقع پر گنتی کی گئی)

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to provide for certain practices and procedures of the Supreme Court [The Supreme Court (Practice and Procedure) Bill, 2023], be passed.

اس کے حق میں 60 اور مخالفت میں 19 ووٹ آئے ہیں۔

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted and the Bill stands passed. Order No.06, honourable Senator Azam Nazeer Tarar, Federal Minister for Law and Justice, please move Order No.06.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں ویسے Opposition سے درخواست کروں گا یہ وکلا کی protection کا بہت اہم بل ہے۔

جناب چیئرمین: معزز اراکین، مہربانی کرکے تشریف رکھیں۔

Consideration and Passage of [The Lawyers Welfare and Protection Bill, 2023]

Senator Azam Nazeer Tarar: Mr. Chairman, I wish to move that the Bill to make provision and make laws in respect of welfare and protection of advocates [The

Lawyers Welfare and Protection Bill, 2023], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed?

کیا اس کو کمیٹی میں بھیجنا ہے؟

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہیں جناب والا! یہ بڑی دیر سے پڑا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: جو ارکان چاہتے ہیں اس کو کمیٹی میں بھیجیں وہ ہاں کہیں۔ جو چاہتے ہیں اس کو کمیٹی نہ بھیجیں وہ ہاں کریں۔

Order No.06, honourable Senator Azam Nazeer Tarar, Federal Minister for Law and Justice, please move Order No.06.

Senator Azam Nazeer Tarar: I Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice, move that the Bill to make provision and make laws in respect of welfare and protection of advocates [The Lawyers Welfare and Protection Bill, 2023], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(Interruption)

جناب چیئرمین: وقت دوں گا۔

It has been moved that the Bill to make provision and make laws in respect of welfare and protection of advocates [The Lawyers Welfare and Protection Bill, 2023], as passed by the National Assembly, be taken into consideration, at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried. We may now take up Second reading of the Bill that is Clause by Clause consideration of the Bill.

Clauses 2 to 17, there is no amendment in the Clauses 2 to 17 so I will put these Clauses before the

House. The question is that Clauses 2 to 17 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and Clauses 2 to 17 stand part of the Bill. Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and Clause 1, the Preamble and the Title stands part of the Bill. Order No.07, Senator Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice, please move Order No.07.

Senator Azam Nazeer Tarar: Mr. Chairman, I move that the Bill to make provision and make laws in respect of welfare and protection of advocates [The Lawyers Welfare and Protection Bill, 2023], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to make provision and make laws in respect of welfare and protection of advocates [The Lawyers Welfare and Protection Bill, 2023], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the Bill stands passed. Order No.08, Khawaja Muhammad Asif, Minister for Defence, on his behalf honourable Leader of the House, please move Order No.08.

Introduction of [The Pakistan Maritime Zones Bill, 2023]

Senator Mohammad Ishaq Dar (Leader of the House): I wish to move that the Bill to consolidate and amend the law relating to territorial sea and maritime zones of Pakistan [The Pakistan Maritime Zones Bill,

2023], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: The Bill stands referred to the Standing Committee concerned. We now take up Order No.10 which stands in the name of Rana Tanveer Hussain, Minister for Federal Education and Professional Training. He may please mover Order No.10.

Introduction of [The Pir Roshaan Institute of Progressive Sciences and Technologies, Miranshah Bill, 2023]

Rana Tanveer Hussain (Federal Minister for Federal Education and Professional Training): I wish to move that the Bill to provide for the establishment of Pir Roshaan Institute of Progressive Sciences and Technologies, Miranshah, Khyber Pakhtunkhwa [The Pir Roshaan Institute of Progressive Sciences and Technologies, Miranshah Bill, 2023], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

جناب چیئرمین: اس کو دو دن کے لیے کمیٹی کو بھجوادیں۔ ہم اس کو اسی سیشن کے دوران دو دن کے بعد لے آئیں گے۔

The Bill stands referred to the Standing Committee concerned. Order No. 12 stands in the name of Rana Tanveer Hussain, Minister for Federal Education and Professional Trainning. He may please mover Order No. 12.

Consideration and Passage of [The Inter Boards Coordination Commission Bill, 2023]

Rana Tanveer Hussain: I wish to move that the Bill to re-constitute the Inter Boards Committee of Chairmen as Inter Boards Coordination Commission [The Inter

Boards Coordination Commission Bill, 2023], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed?

ایسا کرتے ہیں اس بل کو کمیٹی کو بھجوا دیتے ہیں، دو دن کے بعد اس کو ایوان میں ووٹنگ کے لیے دوبارہ لے آتے ہیں۔

رانا تنویر حسین: جناب، میری درخواست ہو گی اس پر ووٹنگ کروالیں۔ ایک میں نے آپ کی مانی ہے اب ایک آپ میری مان لیں۔ پلیز۔

جناب چیئرمین: اپوزیشن کہہ رہی ہے تو لے لیتے ہیں۔ آپ Order No. 12 move کریں، پلیز۔

رانا تنویر حسین: جناب، میں نے Order No. 12 کر دیا ہے۔

The Bill to re-constitute the Inter Boards Committee of Chairmen as Inter Boards Coordination Commission [The Inter Boards Coordination Commission Bill, 2023], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed? No one is opposing it. It has been moved that the Bill to re-constitute the Inter Boards Committee of Chairmen as Inter Boards Coordination Commission [The Inter Boards Coordination Commission Bill, 2023], as passed by the National Assembly, be taken into consideration. I put this motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: We will now take up second reading of the Bill i.e. clause by clause consideration of the Bill. There is no amendment in Clauses 2 to 22. The question is that Clauses 2 to 22 do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and Clauses 2 to 22 stand part of the Bill. Clause-1 the Preamble and the Title of the Bill, we may now take up Clause-1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause-1, the Preamble and the Title do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and Clause-I, the Preamble and the Title stands part of the Bill. Order No.13. Rana Tanveer Hussain, Minister for Federal Education and Professional Training, he may please move Order No.13.

Rana Tanveer Hussain: Thank you Mr. Chairman. I would like to move that the Bill to re-constitute the Inter Boards Committee of Chairmen as Inter Boards Coordination Commission [The Inter Boards Coordination Commission Bill, 2023], be passed.

Mr. Chairman: I put this motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and Bill stands passed. The House stands adjourned to meet again on Friday, 31st March, 2023 at 10: 30 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Friday the 31st March, 2023 at 10.30 a.m]

Index

Khawaja Muhammad Asif 65
Mr. Ahsan Iqbal Chaudhary 3
Rana Tanveer Hussain 98, 100
Senator Azam Nazeer Tarar 65, 93, 94, 95, 96, 97
Senator Bahramand Khan Tangi 3, 10, 46, 56
Senator Hidayatullah Khan 63
Senator Mohammad Ishaq Dar 23, 46, 50, 52, 53, 63, 97
Senator Mohsin Aziz 23
Senator Mushtaq Ahmed 37, 46, 52, 55
Senator Saifullah Sarwar Khan Nyazee 53
Senator Sajid Mir 55
Senator Samina Mumtaz Zehri 14, 20, 33, 34
Senator Seemee Ezdi 53
Syed Naveed Qamar 10, 13, 15, 21, 22, 37, 40, 47, 49, 53, 56
سید نوید قمر 12, 14, 22, 38
سینیٹر اعظم نذیر تارڑ 5, 66, 67, 72, 95, 96
سینیٹر بہرہ مند خان تنگی 4, 5
سینیٹر دلاور خان 13, 30, 36
سینیٹر دنیش کمار 21, 22, 35
سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم 44, 45, 72, 76, 77
سینیٹر سید علی ظفر 82, 87, 88
سینیٹر سید فیصل علی سبزواری 7
سینیٹر شہادت اعوان 5, 35, 36
سینیٹر فدا محمد 22
سینیٹر فیصل جاوید 31, 32
سینیٹر محسن عزیز 13, 25
سینیٹر محمد اسحاق ڈار 8, 26, 30, 32, 40, 41, 42, 43
سینیٹر محمد ہمایوں مہمند 39, 43
سینیٹر مشتاق احمد 2, 38, 88, 89, 90, 91, 92
سینیٹر منظور احمد 77
سینیٹر میاں رضا ربانی 79, 80, 81
سینیٹر ہدایت اللہ 8
سینیٹر اعظم نذیر تارڑ 93
سینیٹر بہرہ مند خان تنگی 10, 12
سینیٹر محمد طاہر بزنجو 92